بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہِ المسیح الموعود

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعودؓ)

ماہانہ　　# مشکوٰۃ　　قادیان

جلد ۱۹	امان ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمطابق مارچ ۲۰۰۰ء	شمارہ ۳

نگران: محمد نسیم خان صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
زین الدین حامد

نائبین
فخر احمد چیمہ
نصیر احمد عارف

منیجر : قاری نواب احمد گنگوہی
پرنٹر پبلشر : منیر احمد حافظ آبادی M.A.
ٹائپ سیٹنگ : مصباح الدین نیر
سید اعجاز احمد
دفتری امور : طاہر احمد چیمہ
مقام اشاعت : دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
مطبع : فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدلِ اشتراک
اندرون ملک : 60روپے
بیرون ملک : 15امریکن ڈالر یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ : 5/روپے

ضیا پاشیاں

اداریہ	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
کلام الامام	4
عربی منظوم کلام	5
سلسلہ احمدیہ کی غرض وغایت	6
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ	9
صحابہ مسیح موعودؑ کا نہایت اعلیٰ کردار (قسط2)	14
یوروپ پر مسلمانوں کے علمی احسانات (قسط4)	18
ہماری کائنات - آغاز و انجام	22
منظوری قائدین مجالس (قسط2)	25
حج بیت اللہ (بچوں کے لئے)	27
دربان نواب بن گیا!	31
اخبار مجالس	32
احمدیت کا مستقبل	37

مضمون نگار حضرات کے افکار وخیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Press Qadian and Published by Muneer Ahmad Hafizabadi for Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat

دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دارالعمل قرار دیا ہے اور انسان کو پیدا کر کے اسے ایسی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا جسکے نتیجہ میں وہ اس دنیا کی نعماء اور اشیاء سے فائدہ اٹھا کر اعلیٰ درجہ کی روحانی ترقیات حاصل کر سکتا ہے۔ اور اپنے خالق و مالک کے ساتھ ایک اٹوٹ رشتہ قائم کر سکتا ہے۔ اسکے شیریں کلام سے محظوظ ہو سکتا ہے۔ اسکی محبت میں لین ہو کر اپنے مقصد حیات کو پا سکتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے انسان اپنے خداداد صلاحیتوں اور طاقتوں کو ابدی حیات کے حصول کے لئے کام میں لانے کے بجائے عارضی دنیا کے حصول کے لئے ہی ساری جدو جہد صرف کرتا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی کو دھیان میں نہ رکھتے ہوئے شبانہ روز دنیا ہی کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ اور ایک دن ہزار حسرتوں کے ساتھ، خالی ہاتھ نداء اجل کو لبیک کہتا ہے اور خاسرین میں شامل ہو جاتا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اس دنیاوی زندگی کی حقیقت کیا ہے؟ کسطرح اور کس حد تک ہم دنیاوی نعماء سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور اس دنیا کی مصروفیات میں رہتے ہوئے ہم کس طرح آخرت کی تیاری کر سکتے ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

(اعلمو انما الحیاة الدنیا لعب ولهو وزینة وتفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباته ثم یهیج فتراه مصفرا ثم یکون حطاما۔ وفی الآخرة عذاب شدید و مغفرة من الله ورضوان و ماالحیاة الدنیا الا متاع الغرور)

اے لوگو! جان لو کہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل ہے اور دل بہلاوا ہے اور زینت حاصل کرنے اور آپس میں فخر کرنے اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں بڑائی جتانے کا ذریعہ ہے۔ اس کی حالت بادل سے پیدا ہونے والی کھیتی کی سی ہے جس کا اگنا زمین داروں کو بہت پسند آتا ہے اور وہ خوب لہلہاتی ہے۔ مگر آخر تو اس کو زرد حالت میں دیکھتا ہے پھر اسکے بعد وہ گلا ہوا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں ایسے دنیاداروں کے لئے سخت عذاب مقرر ہے اور بعض کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضاء الٰہی مقرر ہے اور ورلی زندگی صرف ایک دھوکے کا فائدہ ہے۔ نیز فرمایا:

"وماهذه الحیاة الدنیا الا لهوولعب وان الدار الآخرة لهی الحیوان لوکانو یعلمون" (العنکبوت ۶۵)

اور یہ ورلی زندگی صرف ایک غفلت اور کھیل کا سامان ہے اور اخروی زندگی کا گھر ہی در حقیقت اصلی زندگی کا گھر کہلا سکتا ہے۔ کاش کہ وہ لوگ جانتے۔

اس تعلق میں بہت ساری احادیث مروی ہیں۔ بطور نمونہ چند ایک پیش خدمت ہیں۔

۱۔ عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال:

(باقی صـ 35 پر)

"الحج اشھر معلومات فَمَنْ فَرَضَ فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج"

حج (کے مہینے سب کے) جانے بوجھے ہوئے مہینے ہیں۔ پس جو شخص ان میں حج کا ارادہ پختہ کرلے (اسے یاد رہے کہ) حج (کے ایام) میں نہ تو کوئی شہوت کی بات نہ کوئی نافرمانی نہ کسی قسم کا جھگڑا کرنا (جائز) ہوگا۔ (البقرہ ۱۹۸)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ میں اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ حج کے بارہ میں قرآن کریم نے کوئی نیا حکم نہیں دیا بلکہ اسی حکم کو قائم رکھا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ اس وجہ سے حج کے مہینے بھی سب لوگوں کو معلوم ہیں یعنی شوال۔ ذوالقعدہ اور ذوالحجہ گو امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک ذوالحجہ کے صرف دس دن اشہر الحج میں شامل ہیں۔ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ جو شخص ان مہینوں میں حج کو اپنے اوپر فرض کر کے چل پڑے۔ اسے چاہئے کہ وہ اپنی زبان کو پاک رکھے اور کوئی ایسی بات نہ کرے جو جنسی جذبات کو برانگیختہ کرنے والی ہو۔ اس قسم کا کلام خواہ وہ نظم میں ہو یا نثر میں اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اور ان دنوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اسکی عبادت میں صرف کرنا چاہئے۔ مگر اس ممانعت کے یہ بھی معنے نہیں کہ رفث، فسوق اور جدال دوسرے دنوں میں جائز ہے۔ بلکہ اس ممانعت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت رکھی ہے کہ اگر کچھ عرصہ تک انسان اپنے نفس پر دباؤ ڈال کر ایسے کام چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے دوسرے دنوں میں بھی ان کو چھوڑنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ کیونکہ مشق ہونے کی وجہ سے اس کے لئے سہولت پیدا ہو جاتی ہے بعض دفعہ بشری کمزوریوں کی وجہ سے انسان ایک لمبے وقت کے لئے کسی کام کو چھوڑنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ ایسی حالت میں اس کے اندر استعداد پیدا کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اسے کچھ وقت کے لئے اس کام سے روک دیا جائے۔ جب کچھ عرصہ تک رُکا رہتا ہے تو اس کی ضبط کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ وہ کلی طور پر اس کام کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اسی نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں اپنی کمزوریوں میں سے کسی ایک کمزوری پر غالب آنے کی کوشش کرے۔ اور مہینہ بھر اس سے بچتا رہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ رمضان کے بعد بھی اسکی مدد کریگا۔ اور اسے ہمیشہ کے لئے اس بدی پر غالب آنے کو توفیق عطا فرمادیگا۔

یہاں رفث، فسوق اور جدال تین گناہوں کے چھوڑنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ رفث مرد عورت کے مخصوص تعلقات کو کہتے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ بدکلامی کرنا، گالیاں دینا، گندی باتیں کرنا، قصے سنانا، لغو اور بے ہودہ باتیں کرنا جسے پنجابی میں گپیں مارنا کہتے ہیں۔ یہ تمام امور بھی رفث میں ہی شامل ہیں۔ اور فسوق وہ گناہ ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن میں انسان اس کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نکل جاتا ہے۔ آخر میں جدال کا ذکر کیا ہے جو تعلقات باہمی کو توڑنے والی چیز ہے۔ ان تین الفاظ کے ذریعہ در حقیقت اللہ تعالیٰ نے تین اصلاحوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ فرمایا ہے (۱) اپنی ذاتی اصلاح کرو۔ اور اپنے دل کو ہر قسم کے گندے اور ناپاک میلانات سے پاک رکھو۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے اپنا مخلصانہ تعلق رکھو۔ (۳) انسانوں سے تعلقات محبت کو استوار رکھو۔ گویا یہ صرف تین بدیاں ہی نہیں جن سے روکا گیا ہے بلکہ تین قسم کی بدیاں ہیں جن سے باہر کوئی بدی نہیں رہتی۔ کیونکہ بدی یا تو اپنے نفس سے تعلق رکھتی ہے یا خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے اور یا پھر مخلوق سے تعلق رکھتی ہے۔ اور روحانیت کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی ذاتی اصلاح کے بعد حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی سرگرم رہے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 438-39)

اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کرو

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کرو۔ اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں! خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی بُرے دن نہیں آسکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو۔ اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ مؤمن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف مین نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اُسے گود میں لے لیتے ہیں۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ : ۲۶۳)

"ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ : ۱۳۷)

"... تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیوں کہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو۔ تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بد قسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں..."

(کشتی نوح : روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ : ۱۳-۱۲)

رَبُّ الْوَرٰی عَیْنُ الْھُدٰی مَوْلَائِیْ

(وہی مخلوقات کا رب، سر چشمہ ہدایت اور میرا مولا ہے)

وَلَهُ التَّفَرُّدُ فِي الْمَحَامِدِ كُلِّهَا | وَلَهُ عَلَاءٌ فَوْقَ كُلِّ عَلَاءِ

اور اسے تمام صفات حسنہ میں یگانگت حاصل ہے اور اسے ہر بلندی سے بڑھ کر بلندی حاصل ہے

اَلْعَاقِلُوْنَ بِعَالَمِيْنَ يَرَوْنَهُ | وَالْعَارِفُوْنَ بِهِ رَءَوْا اَشْيَاءِ

عقلمند لوگ تو کائنات کے ذریعہ اسے دیکھتے ہیں اور عارفوں نے اس کے ذریعہ اشیاء کو دیکھا ہے

هٰذَا هُوَ الْمَعْبُوْدُ حَقًّا لِّلْوَرٰى | فَرْدٌ وَّحِيْدٌ مَّبْدَءُ الاضْوَاءِ

یہی مخلوقات کے لئے معبود برحق ہے وہ ایک یگانہ و یکتا ہے اور سب روشنیوں کا مبداء ہے

هٰذَا هُوَ الْحِبُّ الَّذِيْ اٰثَرْتُهٗ | رَبُّ الْوَرٰى عَيْنُ الْهُدٰى مَوْلَائِيْ

یہی وہ محبوب ہے جسے میں نے (سب پر) ترجیح دی ہے۔ مخلوقات کا رب، سر چشمہ ہدایت اور میرا مولا ہے

نَدْعُوْهُ فِيْ وَقْتِ الْكُرُوْبِ تَضَرُّعًا | نَرْضٰى بِهٖ فِيْ شِدَّةٍ وَّ رَخَاءِ

بے قراری کے وقت ہم اسے عاجزی سے پکارتے ہیں اور سختی اور نرمی میں اسی پر خوش ہیں

هَوْجَاءُ اُلْفَتِهٖ اَثَارَتْ جُرَّتِيْ | فَفَدٰى جَنَانِيْ صَوْلَةَ الْهَوْجَاءِ

اس کی الفت کے بگولے نے میری خاک اڑا دی۔ پس میرا دل اس بگولے پر فدا ہوگیا

اَعْطٰى فَمَا بَقِيَتْ اَمَانِيْ بَعْدَهٗ | غَمَرَتْ اَيَادِي الْفَيْضِ وَجْهَ رَجَائِيْ

اس نے مجھے اتنا دیا کہ اس کے بعد کوئی آرزو باقی نہ رہی۔ اس کے فیض کے احسانات (کی کثرت) میری امید کی انتہائی بلندی پر بھی چھا گئی

اِنَّا غُمِسْنَا مِنْ عِنَايَةِ رَبِّنَا | فِي النُّوْرِ بَعْدَ تَمَزُّقِ الْاَهْوَاءِ

تمنا و ہوس کے پارہ پارہ ہو جانے کے بعد ہم اپنے رب کی عنایت سے نور میں غوطہ زن کئے گئے ہیں

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۷)

سلسلہ احمدیہ کی غرض و غایت

از حضرت قمر الانبیاء میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سب سے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ احمدیت اس مذہبی تحریک کا نام ہے جس کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی علیہ السلام نے ایک باقاعدہ جماعت کی صورت میں ۱۸۸۹ء مطابق ۱۳۰۶ھ میں خدا کے حکم سے رکھی۔ یہ خدائی حکم اپنی نوعیت میں ایسا ہی تھا جیسا کہ آج سے ساڑھے انیس☆ سو سال قبل موسوی سلسلہ میں حضرت مسیح ناصریؑ کے ذریعہ نازل ہوا تھا۔ مگر جیسا کہ حقیقی مسیحیت کوئی نیا مذہب نہیں تھی بلکہ صرف موسویت کی تجدید کا دوسرا نام تھی اسی طرح احمدیت بھی کسی نئے مذہب کا نام نہیں ہے اور نہ ہی بانئے سلسلہ احمدیہ کا یہ دعویٰ تھا کہ آپ کوئی نئی شریعت لائے ہیں۔ بلکہ احمدیت کی غرض و غایت تجدید اسلام اور خدمت اسلام تک محدود ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) کا یہ دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح اور اسلام کی خدمت کے لئے مامور کیا ہے۔ اور اسلام کی خدمت کے مفہوم میں اسلام کے چہرہ کو گرد و غبار سے صاف کرنا۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا انتظام کرنا۔ اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابل پر غالب کرنا۔ اور اسلام میں ہو کر دنیا کے غلط عقائد واعمال کی اصلاح کرنا شامل ہے۔ چنانچہ آپ کی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا کام چھ حصوں میں منقسم تھا:

اوّل: خالق ہستی کے متعلق مخلوق میں زندہ ایمان اور حقیقی عرفان پیدا کرنا اور خدا اور انسان کے درمیان اس تعلق کو جوڑ دینا جو انسانی پیدائش کی اصل غرض و غایت اور اسلام کا اولین مقصد ہے۔

دوم: مخصوص طور پر مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی اصلاح کا انتظام کرنا۔ یعنی مرور زمانہ کی وجہ سے جو جو اعتقادی اور عملی غلطیاں مسلمانوں کے اندر پیدا ہو چکی تھیں انہیں خدائی منشاء کے ماتحت دور کرنا۔

سوم: موجودہ زمانہ کی وسیع ضروریات کے پیش نظر قرآن شریف کے مخفی خزانوں کو باہر نکال کر ان کی اشاعت کا انتظام کرنا۔ اس ضمن میں یہ بات قابل نوٹ ہے کہ بانئے سلسلہ احمدیہ کا یہ دعویٰ تھا جس نے اسلامی علوم میں ایک بالکل نیا دروازہ کھول دیا کہ گو قرآن شریف کے نزول کے ساتھ شریعت اپنی تکمیل کو پہونچ چکی ہے اور اس کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں مگر جس طرح اس مادی عالم میں سے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق نئے نئے خزانے نکلتے رہتے ہیں اسی طرح قرآن شریف سے بھی جو گویا ایک روحانی عالم ہے، ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق نئے نئے خزانے نکلتے رہیں گے۔ اور اس طرح تکمیل شریعت کے باوجود دین کے علمی حصہ میں نمو اور ترقی کا سلسلہ جاری رہے گا۔

☆ یہ مضمون 1939 میں لکھا گیا تھا۔

چہارم: دنیا کے دوسرے مذاہب کے مقابل پر اسلام کو غالب کر دکھانا یعنی اسلام کے سواد نیا میں جتنے مذاہب پائے جاتے ہیں یا جو جو خیالات اسلام کے خلاف دنیا میں قائم ہیں انہیں غلط ثابت کر کے ان کے مقابل پر اسلام کو سچا ثابت کرنا اور خصوصیت کے ساتھ صلیبی مذہب کے زدر کو توڑنا جو اس زمانہ میں مادیت اور دہریت کے انتشار کا سب سے بڑا ذریعہ بن رہا ہے۔

پنجم: اقوام عالم کو اس ایمان پر جمع کرنا کہ جو خبر آخری زمانہ کے متعلق مختلف مذاہب میں ایک زبردست روحانی مصلح کی آمد کے بارے میں دی گئی تھی جس کے ذریعہ ہر قوم کو اس کی گری ہوئی حالت کے بعد پھر اٹھنے کی امید دلائی گئی تھی مگر جسے غلطی سے مختلف قوموں میں علیحدہ علیحدہ مصلحوں کی آمد سمجھ لیا گیا تھا وہ اسلام میں ہو کر بانئے احمدیت کے وجود میں پوری ہوئی ہے۔اس لئے سب قوموں کے موعود مصلح آپ ہی ہیں اور آپ کو سب نبیوں کا بروز بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔چنانچہ آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ میں مسلمانوں کے لئے مہدی ہوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح ہوں اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں وغیر ذالک۔

ششم: دنیا میں اسلام اور احمدیت کی تعلیم کے ماتحت ایک ایسے جدید نظام کو قائم کرنا جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لحاظ سے بہترین بنیاد پر قائم ہو تا کہ یہ نظام آہستہ آہستہ وسیع ہو کر ساری دنیا پر چھا جاوے۔یعنی ایک ایسی جماعت قائم کرنا جو ایک طرف تو خدا تعالیٰ کے متعلق زندہ ایمان اور حقیقی عرفان پر قائم ہو اور دوسری طرف وہ افراد اور اقوام کے باہمی تعلقات کا بھی بہترین نمونہ ہو۔اور یہ جماعت اسلام کی طرح بین الاقوام بنیاد پر قائم ہو کر آہستہ آہستہ دنیا کی ساری جماعتوں اور سارے نظاموں پر غالب آجائے۔مگر بایں ہمہ مختلف قوموں کے لئے ان کی اپنی اپنی مخصوص تہذیب میں بھی جہاں تک کہ وہ وسیع اسلامی تعلیم و تمدن کے ساتھ نہیں ٹکراتی نمو اور ترقی کا رستہ کھلا رہے۔

یہ وہ چھ اہم مقاصد تھے جو بانئے سلسلہ احمدیہ نے اپنی بعثت کی غرض و غایت کے متعلق بیان کئے ہیں اور احمدیت کی ساری تاریخ انہی چھ نکتوں کے ارد گرد گھومتی ہے۔

(ماخوذ از کتاب سلسلہ احمدیہ)

انمول موتی

☆- ستارے آسمان کا زیور ہیں اور تعلیم یافتہ انسان زمین کی زینت۔

☆- ایک عورت کو تعلیم دلا کر آپ ایک پورے کنبہ کو تعلیم یافتہ بناتے ہیں۔

☆- رفتار بھلے ہی کم ہو لیکن قدم مضبوط ہوں۔سفر چاہے تھوڑا ہو مگر چال نہ ڈگمگائے۔

☆- سوچنا اور اس پر عمل کرنا منزل کی طرف پہلا قدم ہے۔

☆- ہونٹوں کو قابو میں رکھنے والا دانا ہے۔احمق بھی جب خاموش ہے عقل مند تصور کیا جاتا ہے۔

☆- وہ شخص بے دین ہے جس میں دیانت داری نہیں ہے۔اور جس شخص میں ایمان نہیں ہے وہ اپنے عہد کا پابند نہیں ہو سکتا۔

☆- تلخ کلامی سے پیدا ہونے والے زخم کا دنیا میں کوئی مرہم نہیں ہے۔

(شبانہ منہاج: کوٹھی دارالسلام قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ

﴿عیادت مریض﴾

مرتبہ: محترم محمود احمد ملک

آنحضرت ﷺ نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق کے بیان میں عیادت مریض کو اولیت دی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کا موجب قرار دیا ہے۔ خود آنحضرت ﷺ مریض کی عیادت میں مسلم و غیر مسلم کا کوئی امتیاز روا نہ رکھتے تھے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مؤمن مریض کی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس زندگی کے متعلق بعض روایات درج ہیں۔

حضرت میر حامد علی صاحبؓ کا مکان قادیان سے باہر وہاں تھا جہاں کوڑا کرکٹ جمع ہوتا ہے۔ اور وہ زمیندار تھے اس لئے گھر میں بھی صفائی کا التزام نہ تھا۔ مویشیوں کا گوبر اور اسی قسم کی دوسری چیزیں پڑی رہتی تھیں۔ وہ بیمار ہوئے تو حضرت مسیح موعودؑ بارہا اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ ہمراہ جانے والے اصحابؓ قدرتی طور پر تعفن اور بدبو سے سخت تکلیف محسوس کرتے لیکن حضور نے کبھی اشارتاً بھی اس کا اظہار نہ کیا اور نہ اس تکلیف نے آپ کو اُن کی عیادت اور خبرگیری سے روکا۔ آپ جب جاتے تو اُن سے بہت محبت اور دلجوئی کی باتیں کرتے، مرض کے متعلق دیر تک دریافت فرماتے اور تسلی دیتے، ادویات بھی بتاتے اور توجہ الی اللہ کی بھی ہدایت فرماتے۔ اگرچہ وہ معمولی زمیندار ہونے کی وجہ سے حضور کی رعایا کا ایک فرد تھے لیکن دیکھنے والے صاف طور پر کہتے کہ کوئی عزیزوں کی خبرگیری بھی اس طرح نہیں کرتا۔

حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ اپنے ایک ناسور کے علاج کے سلسلہ میں قادیان آئے۔ یہاں انہیں ایک مرتبہ طاعون ہو گیا۔ حضور نے اُن کے لئے ایک خیمہ کھلی ہوا میں لگوا دیا اور حضرت شیخ عبدالرحیم صاحبؓ کو تیمارداری کے لئے مقرر کیا۔ حضرت شیخ صاحبؓ نے حضور کے حکم کی تعمیل میں ایثار و قربانی کا وہ نمونہ دکھایا جو قلبی تعلق کے بغیر ممکن نہیں۔ حضور روزانہ تین مرتبہ خاص طور پر مولوی صاحبؓ کی خبر منگواتے اور اپنے ہاتھ سے دوائی تیار کر کے بھیجتے۔ اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی اور پھر مولوی صاحبؓ قادیان کے ہی ہو کر رہ گئے۔ یہیں رہتے ہوئے آپ نے بی۔اے۔ کیا اور پھر امریکہ میں تبلیغ کی سعادت پانے کے علاوہ رسالہ ریویو کے ایڈیٹر، تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر اور مینجر بھی رہے۔

حضرت مولانا یعقوب علی عرفانی صاحبؓ ۱۹۰۱ء میں ناسور ہونے کی وجہ سے سخت بیمار ہو گئے اور جب ایک سال تک مختلف ڈاکٹروں کے علاج سے کچھ فائدہ نہیں ہوا تو کسی کے مشورہ پر قادیان آ گئے۔ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ نے ناسور دیکھا تو فرمایا کہ اس کا رُخ دل کی طرف ہو گیا ہے اس کے لئے دوا کی نسبت دعا کی زیادہ ضرورت ہے۔

چنانچہ نماز کے وقت مسجد میں جب حضورؑ تشریف لائے تو حضرت مولوی صاحبؓ نے آپ کو پکڑ کر حضور کے سامنے کر دیا اور صرف اتنا کہا کہ بہت خطرناک مرض ہے۔ حضور نے مرض کی بابت دریافت کیا تو آپؓ جو تیرہ ماہ سے اذیت میں مبتلا تھے، حضور کے چہرہ پر ہمدردی کے آثار دیکھ کر اور زبان مبارک سے پاک کلمات سن کر چشم پرآب ہوگئے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ "میں اپنی بساط کو جانتا تھا، میری حالت یہ تھی، محض ایک لڑکا، میلے اور پرانے دریدہ وضع کپڑے، چھوٹے درجہ اور چھوٹی قوم کا آدمی۔ میرے منہ سے لفظ نہ نکلا سوائے اس کے کہ آنسو جاری ہو گئے۔" حضور نے فرمایا "میں تمہارے لئے دعا کروں گا، انشاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے۔" تب حضرت مولوی صاحبؓ نے دوا شروع کی اور آپؓ ایک ہی مہینہ میں تندرست ہوگئے۔ اس کے بعد آپؓ نے اپنے وطن کو خیرباد کہہ کہ قادیان میں ہی رہائش اختیار کر لی۔

ایک موقع پر حضرت عرفانی صاحبؓ کو طاعون ہوگیا۔ حضور نے نہ صرف خاص طور پر دعا کی بلکہ دوا بھی اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے بھجواتے رہے اور دو تین وقت خبر منگواتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفا ہوئی۔ حضور کی شفقت کے ذکر میں آپؓ بیان کرتے ہیں "مجھے یہ محبت و شفقت اپنے گھر میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی تھی، اس لئے میں تو گرویدہ حسن و احسان ہوگیا۔"

اسی طرح حضرت عرفانی صاحبؓ جب حضورؑ کے ہمراہ ایک سفر کے دوران رات گئے درد معدہ سے اچانک بیمار ہوئے تو آپؓ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے قریب آکر لیٹ گئے کہ جب وہ کروٹ لیں گے تو میں عرض کروں گا۔ اسی اثناء میں آپؓ کے منہ سے ہائے نکلی تو ساتھ کے کمرہ سے حضرت مسیح موعودؑ فوراً تشریف لائے اور پوچھا میاں یعقوب علی کو کیا ہوا؟ ساتھ ہی دوسرے احباب بھی اٹھ بیٹھے۔ جب صبح قافلہ قادیان روانہ ہو رہا تھا تو آپؓ نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضورؑ یا مجھے ساتھ لے جائیں یا لاہور پہنچا دیں۔ حضور بار بار آپؓ کو تسلی دیتے کہ میں انتظام کر کے جاؤں گا، تم کو آرام آجائے گا، اگر کہو گے تو میں آج نہیں جاؤں گا۔ ... چنانچہ حضورؑ نے دو اصحاب کو آپؓ کی خدمت کے لئے پیچھے چھوڑا اور اس مقصد کے لئے ایک خاص رقم بھی انہیں دی۔ پھر جب آپؓ کو کچھ افاقہ ہوا تو یہ تینوں بھی قادیان چلے آئے اور وہاں چند روز میں آپؓ کامل شفایاب ہوگئے۔

حضرت اقدسؑ کا ایک خادم پیرا پہاڑیا تھا جس کی حالت نیم وحشی سی تھی اور وہ ہر ایک قسم کے آداب اور انسانیت کے معمولی لوازم سے بھی ناواقف تھا۔ اسے ایک بار طاعون ہوا تو حضور نے کھلی ہوا میں خیمہ لگوا کر اس میں ٹھہرایا اور تیمارداری کے لئے خان اکبر خان صاحب کو مقرر کیا اور کیوڑہ کے قیمتی عرق کی کئی بوتلیں اُن کے سپرد کیں اور جونکیں لگوانے کے ساتھ ساتھ مختلف ہدایات دے کر فرمایا کہ اس کے علاج میں کسی خرچ کا مضائقہ نہ کیا جاوے۔ خان صاحب نے جونکوں والے کو تلاش کیا لیکن جونکیں مہیا نہ ہو سکیں۔ حکم کی تعمیل نہ ہوئی۔ پیرا فوت ہوگیا۔ اس پر حضور نے خانصاحب کو جونکیں مہیا نہ کرنے پر سخت خفگی کا اظہار کیا۔

اگست ۱۹۰۵ء میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیمار ہوئے۔ کاربنکل کا اپریشن متعدد مرتبہ کروانا پڑا۔ بعض اوقات سخت نازک حالت ہوگئی۔ حضور علیہ السلام بار بار حال دریافت فرماتے اور علاج میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھتے۔ ایک بار جب حالت بہت نازک ہوگئی تو حضور کی خدمت میں اطلاع کی

گئی۔ آپ اندر سے کچھ مشک لائے کہ یہ دو۔ اور پھر دعا میں مشغول ہو گئے۔ فرمایا کہ ہمارے پاس سب سے بڑا ہتھیار دعا ہی ہے۔ ... حضرت عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ کئی لوگ شاہد ہیں کہ جو نہی حضور نے دعا کے لئے سجدہ میں سر رکھا تو مولوی صاحب کی حالت اصلاح پکڑنے لگی اور ابھی حضور دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ نبض بالکل درست اور طاقتور ہو گئی۔ لیکن اُن ایام میں حضرت کئی رات بالکل نہیں سوئے اور رات کو جب دنیا سوتی تھی تو کئی بار حضرت مولوی صاحبؓ کے دروازہ پر آکر حال پوچھتے تھے اور دعا میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ایک روز فرمایا کہ میں نے بہت دعا کی ہے، اس قدر دعا کی ہے کہ اگر تقدیر مبرم نہیں تو انشاء اللہ بہت مفید ہو گی۔

حضرت مفتی فضل الرحمان صاحب کا بیٹا جو پیدائشی گونگا اور بہرہ تھا ساڑھے چار سال کی عمر میں ٹائیفائیڈ سے بیمار ہوا تو حضرت اقدسؑ کئی بار اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔

بہت سے غریب مخلصین جو مہمان خانہ میں رہتے تھے۔ حضور اُن کی تیمار داری کو اکثر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ان میں حاجی الٰہی بخش صاحب لدھیانوی، الٰہی بخش صاحب مالیر کوٹلوی اور حاجی فضل حسین صاحب مہاجر شاہجہانپوری شامل ہیں۔

فجا نامی میلی کچیلی شکل کا ایک یتیم لڑکا حضور کا خادم تھا۔ اس کی طبیعت میں شوخی بہت تھی اور اسی وجہ سے ایک بار کھولتا ہوا پانی گرنے سے وہ جل گیا۔ حضور کو سخت صدمہ ہوا اور آپ ہمہ تن اُس کے علاج میں مشغول ہو گئے۔ حضور نے نہ روپیہ کی پرواہ کی اور نہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں کوئی مضائقہ کیا۔ اُس کو ہمیشہ تسلی دیتے اور فرماتے کہ اگر یہ اس صدمہ سے بچ گیا تو نیک ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے صحت عطا فرمائی اور وہ ایک مخلص احمدی ثابت ہوا۔

ایک غریب الوطن عبدالکریم کو جب ایک دیوانہ کتے نے کاٹ لیا تو اُن کو علاج کے لئے کسولی بھجا گیا۔ جب وہ شفایاب ہو کر واپس قادیان آئے تو اچانک بیماری عود کر آئی اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ کسولی سے ڈاکٹروں نے اس بیماری کو لاعلاج بتایا۔ حضور کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے بہت توجہ فرمائی، تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کی خبر منگواتے اور اپنے ہاتھ سے دوا تیار کر کے اس کے لئے بھجواتے تھے۔ نہایت اضطراب سے دعائیں بھی کیں اور اللہ تعالیٰ نے اس ناقابل علاج مریض کو شفا بخشی۔

حضرت اقدسؑ قادیان کے رئیس اعظم تھے۔ لیکن انسانی ہمدردی اور غمگساری نے آپ کو اُن بیماروں کی عیادت سے بھی محروم نہیں رکھا جن کا تعلق آپ کی قوم سے نہیں تھا۔ چنانچہ حضور کے کئی نشانوں کے گواہ لالہ شرمپت رائے ایک بار بیمار ہوئے تو حضور اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ انہیں اپنی موت کا یقین تھا اور وہ بہت پریشان تھے۔ حضور نے انہیں بہت تسلی دی اور اگلے روز ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو ہمراہ لے کر لالہ صاحب کے گھر گئے اور ڈاکٹر صاحب کو خصوصیت سے علاج پر مامور کیا اور علاج کا بار بھی لالہ صاحب پر نہیں ڈالا۔ وہ ہمیشہ حضور سے کہتے کہ میرے لئے دعا کرو۔ حضور بلاناغہ اُن کی عیادت کو تشریف لے جاتے رہے۔ جب نازک حالت عمدہ میں تبدیل ہو گئی تو وقفہ وقفہ سے جانا شروع کر دیا حتی کہ وہ بالکل صحتیاب ہو گئے۔

اسی طرح لالہ ملاوامل صاحب بھی حضور کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ بائیس سال کی عمر میں بعارضہ عرق النساء بیمار ہو گئے۔ حضور صبح و شام اُن کی خبر خادم کے ذریعہ

منگواتے تھے اور دن میں ایک مرتبہ خود تشریف لے جا کر عیادت کرتے تھے اور علاج بھی فرماتے تھے۔ ایک صبح جب خادم خبر پوچھنے گیا تو لالہ صاحب نے پیغام بھیجا کہ حضور خود آئیں۔ حضور فوراً تشریف لے گئے۔ لالہ صاحب کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ حضور نے علاج تجویز کیا جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت عطا ہوئی۔

اگست ۱۹۰۲ء میں ایک قریشی صاحب جو غیر احمدی تھے، حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ سے علاج کی غرض سے قادیان آئے۔ انہوں نے متعدد مرتبہ حضرت اقدسؑ سے دعا کے لئے بھی عرض کیا اور حضور نے دعا کا وعدہ فرمایا۔ ایک روز انہوں نے پیغام بھیجا کہ وہ زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے پاؤں متورم ہونے کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں۔ چنانچہ حضور اگلے روز جب سیر کیلئے نکلے تو اُن کے مکان پر بھی تشریف لے گئے اور عیادت فرمائی۔

حضور کی انسانی ہمدردی ہی تھی کہ علاقہ کی غریب گنوار عورتیں وقت بے وقت اپنے بچوں کو لے کر آپ کے در پر حاضر ہوتیں اور دوا لیتیں۔ بعض گھنٹوں کے حساب سے آپ کا وقت ضائع کرتیں اور اپنے گھر کے حالات اور دوسرے قصے سنانے بیٹھ جاتیں۔ آپ اشارۃً بھی اظہار نہ کرتے کہ آپ کے قیمتی وقت کا کس قدر حرج ہو رہا ہے۔ ایک روز جب تین گھنٹے تک یہی بازار گرم رہا تو حضرت عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں :

"میں نے عرض کیا کہ حضور! یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے۔۔۔۔

آپ نے فرمایا: یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ کوئی ہسپتال نہیں، میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آجاتی ہیں۔ اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے، مؤمن کو ان کاموں میں سست اور بے پروانہ ہونا چاہئے۔"

چنانچہ ادویات خواہ کتنی ہی قیمتی ہوں، حضور بے دریغ دید یتے تھے۔ پھر ادویات کی تیاری کے معاملہ میں خاص احتیاط فرماتے اور کسی خادم کو کہنے کے بجائے خود تیار کر کے دیتے تھے۔ حضور کے اخلاق کریمانہ عیادت مریض کے سلسلہ میں ظاہر ہوئے وہ کثیر تعداد میں ہیں اور جو دعائیں آپ نے کیں بلا شبہ وہ اعجاز مسیحائی سے کم نہیں۔

(شکریہ الفضل انٹر نیشنل ۷ رجنوری ۲۰۰۰ء)

بقیہ : دربان نواب بن گیا! صفحہ 31 سے

نے تمہیں اس لئے مارا ہے کہ تم نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی۔ اچھا اب تم اسی کوڑے سے مارو۔ شہزادے نے کہا کہ میں فوج میں فلاں عہدہ رکھتا ہوں۔ قاعدہ کے مطابق اس عہدے والے کو ایک سپاہی نہیں مار سکتا۔ ہم مرتبہ ہی سزا دے سکتا ہے۔ بادشاہ نے کہا ٹالسٹائے میں تمہیں وہی عہدہ دیتا ہوں جو اس کو حاصل ہے۔ پھر شہزادے نے کہا یہاں کے شہزدوں کو کوئی اس وقت تک سزا نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ خود نواب نہ ہو۔ زار نے کہا میں زار روس ٹالسٹائے دربان کو آج کونٹ بناتا ہوں۔ سو ٹالسٹائے اب مارو۔ پھر اس نے اسے اسی کوڑے سے مارا۔ اس طرح وہ دربان سے نواب بن گیا اور اس کے رستہ میں شہزادہ کو سزا دینے کے لئے جو روکیں حائل تھیں وہ ہٹادی گئیں۔ کیونکہ اس نے اپنے بادشاہ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کی۔ اسی طرح خدا کے لئے جو فرمانبرداری اختیار کرتا ہے اس کے رستہ میں اگر روکیں بھی ہوں تو خدا وہ تمام روکیں دور کرتا ہے۔"

(خطبات محمود جلد ۶ صفحہ :253-55)

صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا

نہایت اعلیٰ کردار

سلسلہ کیساتھ اخلاص اور خدمت دین کی تڑپ

قسط :دوم وآخری

﴿مکرم ومحترم مرزا عبدالحق صاحب﴾

حضرت منشی ظفر احمد صاحب اور حضرت منشی اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہما۔ یہ دونوں بزرگ مع اپنے تیسرے ساتھی حضرت محمد خان صاحب رضی اللہ عنہٗ کے اپنی فدائیت اور عشق میں خاص امتیاز رکھتے تھے مگر یہاں میں صرف پہلے دو بزرگوں کا ذکر کروں گا۔

یہ دونوں بزرگ براہین احمدیہ دیکھ کر حضور علیہ السلام کے عاشق ہوئے۔ وقتاً بعد وقت بیعت کے لئے عرض کرتے رہے لیکن حضورؑ فرماتے رہے کہ ابھی بیعت کی اجازت نہیں۔ لدھیانہ میں پہلی بیعت میں پہلے ہی دن حاضر ہو کر ۳۱۳ میں شامل ہوئے۔ حضورؑ کی خدمت میں جلد جلد حاضر ہونے کا سلسلہ تو پہلے ہی شروع ہو گیا تھا لیکن بیعت کے بعد تو حد ہی ہو گئی۔ کپورتھلہ سے مہینہ میں دو تین بار جانا تو معمول ہو گیا اور بعض دفعہ بڑا لمبا قیام ہوتا۔ سفروں میں ہمیشہ حضورؑ کے ساتھ رہتے۔ عجیب فدائیت اور عشق کی کیفیت تھی۔ کسی چیز کے قربان کرنے سے بھی دریغ نہ تھا۔ حضرت صاحب کی پاک صحبت کو ہر چیز پر مقدم رکھتے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کے اپنے الفاظ میں ایک واقعہ یہاں درج کر دیتا ہوں، آپ فرماتے ہیں:

"جب میں سررشتہ دار ہو گیا اور پیشی میں کام کرتا تھا تو ایک دفعہ مسلیں وغیرہ بند کر کے قادیان چلا آیا۔ تیسرے دن میں نے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا ابھی ٹھہریں۔ میں نے پھر عرض کرنا مناسب نہ سمجھا کہ آپ ہی فرمائیں گے۔ اس پر ایک مہینہ گزر گیا۔ ادھر مسلیں ہمارے گھر میں تھیں، کام بند ہو گیا اور سخت خطوط آنے لگے۔ مگر یہاں یہ حالت تھی کہ ان خطوط کے متعلق وہم بھی نہ آتا تھا۔ حضور کی صحبت میں ایک ایسا لطف اور محویت تھی کہ نہ نوکری کے جانے کا خیال تھا اور نہ کسی باز پرس کا اندیشہ۔ آخر ایک نہایت ہی سخت خط وہاں سے آیا۔ میں نے وہ خط حضرت صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ پڑھا اور فرمایا لکھدو ہمارا آنا نہیں ہوتا۔ میں نے وہی فقرہ لکھدیا اس پر ایک مہینہ اور گزر گیا تو فرمایا کتنے دن ہو گئے پھر آپ ہی گننے لگے اور فرمایا اچھا آپ چلے جائیں میں چلا گیا اور کپورتھلہ پہنچ کر لالہ ہر چرن داس مجسٹریٹ کے مکان پر گیا تا معلوم کروں کیا

فیصلہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا منشی جی آپ کو مرزا صاحب نے نہیں آنے دیا ہوگا۔ میں نے کہا ہاں تو فرمایا کہ ان کا حکم مقدم ہے۔"

اس قسم کی فدائیت ایک نہایت درجہ نادر خوبی ہے۔ ایسی مثالیں سوائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے اور کسی جگہ ملنی مشکل ہیں۔ آپ کے اخلاص اور فدائیت کی ایک اور مثال بھی یہاں درج کر دیتا ہوں۔

"ایک دفعہ اوائل زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لدھیانہ میں کسی ضروری تبلیغی اشتہار کے چھپوانے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت حضرت صاحب کے پاس اس رقم کا انتظام نہیں تھا اور ضرورت فوری اور سخت تھی۔ منشی صاحب کہتے تھے کہ میں اس وقت حضرت صاحب کے پاس لدھیانہ میں اکیلا آیا ہوا تھا حضرت صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ اس وقت یہ اہم ضرورت درپیش ہے کیا آپ کی جماعت اس رقم کا انتظام کر سکے گی۔ میں نے عرض کیا حضرت انشاء اللہ کر سکے گی اور میں جا کر روپے لاتا ہوں۔ چنانچہ میں فوراً کپورتھلہ گیا اور جماعت کے کسی فرد سے ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا ایک زیور فروخت کر کے ساٹھ روپے حاصل کئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں لاکر پیش کر دئے حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور جماعت کپورتھلہ کو (کیونکہ حضرت صاحب یہی سمجھتے تھے کہ اس رقم کا جماعت کپورتھلہ نے انتظام کیا ہے) دعا دی۔ چند دن کے بعد منشی اروڑے خان صاحب بھی لدھیانہ گئے تو حضرت صاحب نے ان سے خوشی کے لہجہ میں ذکر فرمایا کہ منشی صاحب اس وقت آپ کی جماعت نے بڑی ضرورت کے وقت امداد کی۔ منشی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا "حضرت کون سی امداد مجھے پتہ نہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا "وہی جو منشی ظفر احمد صاحب جماعت کپورتھلہ کی طرف سے ساٹھ روپے لائے تھے۔ منشی صاحب نے کہا " حضرت منشی صاحب نے مجھ سے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی جماعت سے ذکر کیا اور میں ان کو پوچھوں گا ہمیں کیوں نہیں بتایا۔"

اس کے بعد منشی اروڑا صاحب میرے پاس آئے اور سخت ناراضگی میں کہا کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور تم نے مجھ سے ذکر نہیں کیا۔ میں نے کہا منشی صاحب تھوڑی سی رقم تھی اور میں نے اپنی بیوی کے زیور سے پوری کر دی، اس میں آپ کی ناراضگی کی کیا بات ہے مگر منشی صاحب کا غصہ کم نہ ہوا اور وہ برابر یہی کہتے رہے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی تھی اور تم نے یہ ظلم کیا کہ مجھے نہیں بتایا۔ پھر منشی اروڑا صاحب چھ ماہ تک مجھ سے ناراض رہے۔"

(روایت شیخ محمد احمد صاحب مظہرؓ مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہٗ اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲؍ اگست ۱۹۴۱ء مندرجہ اخبار "الفضل" ۲۸؍ اگست ۱۹۴۱ء فرماتے ہیں :

"مجھے وہ نظارہ نہیں بھولتا اور نہیں بھول سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک دن باہر سے مجھے کسی نے آواز

دے کر بلوایا اور خادمہ یا کسی بچے نے بتایا کہ دروازہ میں ایک آدمی کھڑا ہے اور وہ آپ کو بلا رہا ہے۔ میں باہر نکلا تو منشی اروڑے خان صاحب مرحوم کھڑے تھے۔ وہ بڑے تپاک سے آگے بڑھے مجھ سے مصافحہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے اپنی جیب سے دو یا تین پونڈ نکالے اور مجھے کہا یہ اماں جان کو دے دیں۔ اور یہ کہتے ہی ان پر ایسی رقت طاری ہو گئی کہ وہ چیخیں مار کر رونے لگ گئے اور ان کے رونے کی حالت اس قسم کی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بکرے کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ میں کچھ حیران سا ہو گیا کہ یہ کیوں رو رہے ہیں مگر میں خاموش رہا اور انتظار کرتا رہا کہ وہ خاموش ہوں تو ان کے رونے کی وجہ دریافت کروں۔ اسی طرح وہ کئی منٹ تک روتے رہے۔ منشی اروڑے خان صاحب مرحومؓ نے بہت ہی معمولی ملازمت سے ترقی کی تھی۔ پہلے کچہری میں وہ چپراسی کا کام کرتے تھے پھر اہلمد کا عہدہ ان کو مل گیا اس کے بعد نقشہ نویس ہو گئے اور پھر اور ترقی کی تو سر رشتہ دار ہو گئے اور پھر تحصیلدار بن کر ریٹائر ہوئے ابتداء میں ان کی تنخواہ دس پندرہ روپے سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ جب ان کو ذرا صبر آیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ روئے کیوں ہیں۔ وہ کہنے لگے میں غریب آدمی تھا مگر جب بھی مجھے چھٹی ملتی میں قادیان آنے کے لئے چل پڑتا تھا۔ سفر کا بہت سا حصہ میں پیدل ہی طے کرتا تھا تاکہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کچھ پیسے بچ جائیں مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہو جاتا یہاں آکر جب میں امراء کو دیکھتا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے بڑا روپیہ خرچ کر رہے ہیں تو میرے دل میں خیال آتا کہ کاش میرے پاس بھی روپیہ ہو اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بجائے چاندی کا تحفہ لانے کے سونے کا تحفہ پیش کروں۔ آخر میری تنخواہ کچھ زیادہ ہو گئی، اس وقت ان کی تنخواہ شاید بیس پچیس روپیہ تک پہنچ گئی تھی، اور میں نے ہر مہینہ کچھ رقم جمع کرنی شروع کر دی اور میں نے اپنے دل میں یہ نیت کی کہ جب یہ رقم اس مقدار تک پہنچ جائے گی جو میں چاہتا ہوں تو میں اسے پونڈ کی صورت میں تبدیل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ پھر کہنے لگے جب میرے پاس ایک پونڈ کے برابر رقم جمع ہو گئی تو وہ رقم دے کر میں نے ایک پونڈ لے لیا۔ پھر دوسرے پونڈ کے برابر رقم جمع کرنی شروع کر دی اور جب کچھ عرصہ کے بعد اس کے لئے رقم جمع ہو گئی تو دوسرا پونڈ لے لیا۔ اسی طرح میں آہستہ آہستہ کچھ رقم جمع کر کے انہیں پونڈوں کی صورت میں تبدیل کرتا رہا اور میرا منشاء یہ تھا کہ میں یہ پونڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں گا۔ مگر جب دل کی آرزو پوری ہو گئی اور پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے یہاں تک وہ پہنچے تھے کہ پھر ان پر رقت طاری ہو گئی اور وہ رونے لگ گئے۔ آخر روتے روتے انہوں نے اس فقرے کو اس طرح پورا کیا کہ جب پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔

یہ اخلاص کا کیسا شاندار نمونہ ہے کہ ایک شخص چندے بھی دیتا ہے، قربانیاں بھی کرتا ہے۔ مہینہ میں ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ تین تین دفعہ جمعہ

پڑھنے کے لئے قادیان پہنچ جاتا ہے۔ سلسلہ کے اخبار اور کتابیں بھی خرید تا ہے ایک معمولی تنخواہ ہوتے ہوئے، جبکہ آج اس تنخواہ سے بہت زیادہ تنخواہیں وصول کرنے والے اس قربانی کا دسواں بلکہ بیسواں حصہ بھی قربانی نہیں کرتے۔ اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ امیر لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سونا پیش کرتے ہیں تو میں ان سے پیچھے کیوں رہوں۔ چنانچہ وہ ایک نہایت ہی قلیل تنخواہ میں سے مہوار کچھ رقم جمع کرتا اور ایک عرصہ دراز تک جمع کرتا رہتا ہے۔ نہ معلوم اس دوران میں اس نے اپنے گھر میں کیا کیا تنگیاں برداشت کی ہوں گی کیا تکلیفیں تھیں جو اس نے خوشی سے جھیلی ہوں گی۔ محض اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اشرفیاں پیش کر سکے۔ مگر جب اس کی خواہش کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کو اس رنگ میں خوشی حاصل کرنے سے محروم کر دیتی ہے جس رنگ میں وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔"

یہ ہیں فدائیت کے چند ایک نمونے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ایسی فدائیت کی توفیق بخشے جس سے وہ ہمارا محبوب حقیقی بہت ہی راضی ہو۔ آمین اللھم آمین

(ماخوذ از اخبار احمدیہ)

مشکوٰۃ کی توسیع اشاعت میں بھر پور حصہ لیجئے۔
یہ آپ کا تنظیمی فریضہ ہے۔ (منیجر مشکوٰۃ)

Love for All, Hatred for None

M. C. Mohammad

Kodiyathoor

SUBAIDA TIMBER

Dealers In :

TEAK TIMBER, TIMBER LOG, TEAK POLES & SIZES TIMBER MERCHANTS

Chandakkadave, P.O. Feroke
KERALA - 673631
☎ : 0495 - 403119 (O)
402770 (R)

C. K. ALAVI

RABWAH WOOD INDUSTRIES

Dealers In :

ROUND TIMBER, TEAK POLES
SWAN SIZES, FIRE WOOD
&
Manufacture of :
WOODERS FURNITURE DOORS WINDOWS
&
BUILDING MATERIALS etc.

Mahdi Nagar, Vaniyambalam
Distt. Malappuram, KERALA
Pin - 679339

یورپ پر مسلمانوں کے علمی احسانات

قسط: 4

﴿از قلم محمد زکریا ورک کنگسٹن کینیڈا﴾

اسحٰق الکندی کا نام دنیا میں بحیثیت فلاسفر تو بہت مقبول عام ہے مگر بہت کم لوگ جانتے کہ وہ ایک مانا ہوا Lute performer بھی تھا وہ پہلا مفکر تھا جس نے موسیقی کو سائینس کے زمرے میں شامل کیا اسکا نظریہ تھا کہ موسیقی مختلف سروں کی ہم آہنگی کا نام ہے ہر سر Tune کا ایک خاص درجہ ہوتا ہے اس نے تعداد ارتعاش معلوم کرنیکا طریقہ ایجاد کیا نیز اس نے خود کئی نئے سر ایجاد کئے اور انکی درجہ بندی کی اسکی کتابوں کے علاوہ ابن رشد اور ابن سینا کی موسیقی پر کتابوں کے تراجم بھی یورپ میں ہوئے۔

زریاب اسلامی سپین سب سے مقبول میوزیشن تھا اس کی وفات ۸۵۷ء میں ہوئی اس نے چھوٹے بالوں کے فیشن کو رواج دیا اس کے کپڑے اس قدر نفیس ہوتے تھے کہ لوگ انکا استعمال فیشن سمجھتے تھے اسکو اعلیٰ خوراک کا بھی شوق تھا اس نے بہت سی نئی تراکیب کا سپین میں رواج کیا اسنے اس بات کا رواج شروع کیا کہ کھانا تھوڑا تھوڑا دیا جائے اور کھانے کے آخر پر میٹھا دیا جائے اس نے کھانا تقسیم کرنے میں کرسٹل گلاس شروع کیا۔ اس نے کھانے کے میز پر آداب Table manner کو رواج دیا نیز اس نے ہی ٹوتھ برش اور ٹوتھ پیسٹ ایجاد کی (Goodwin Islamic Spain page 43, by Godray) حیرانی کی بات یہ ہے کہ آج ان میں سے کتنی باتوں کا ابھی تک یورپ میں رواج ہے۔

ابو نصر الفارابی نے موسیقی پر پانچ کتب لکھیں جیسے کتاب المدخل الی الموسیقی۔ رسالۃ فی الاخبار عن الصناعۃ الموسیقی۔ پھر ایک اور عالم ابو الفرج اصفہانی نے عربی میں موسیقی پر چار کتب لکھیں۔ حسنین ابن اسحٰق نے ارسطو کی دو اور جالینوس Ptolemy کی موسیقی پر جملہ کتابوں کو عربی میں ڈھالا جنکو لاطینی لباس یورپ کے مصنفین نے دیا۔

خلیفہ المامون کے دربار میں ابراہیم موصلی۔ اسحٰق بن ابراہیم موصلی۔ یحییٰ مکی اور کئی دیگر اماہان موسیقی موجود رہتے تھے جرمن بادشاہ فریڈرک دوم کے تمام درباری موسیقار عربی النسل تھے۔

عرب ماہرین موسیقی نے یورپ کی موسیقی پر گہرا اور مستقل اثر مرتب کیا اور ان کی تصانیف کے تراجم لاطینی میں کئے گئے مثلاً الفارابی کی کتاب الموسیقی کو جیرارڈ (۱۱۸۷ء) نے اور جوہین (۱۱۲۷ء) نے لاطینی لباس میں ڈھالا۔ اینڈریو الپاک (۱۵۲۰ء) نے ابن سینا کی موسیقی پر کتاب کا لاطینی میں ترجمہ کیا مائیکل سکاٹ (۱۲۳۲ء) نے ابن رشد کی اس کتاب کا لاطینی میں ترجمہ کیا جو اس نے ارسطو کی موسیقی کی کتاب پر بطور شرح لکھی تھی۔

قسطنطین افریقی نے عربی کی ایک کتاب کا لاطینی میں ترجمہ

کیا جو موسیقی پر تھی سپین کے عالم Gundisalvi نے موسیقی پر ایک کتاب لکھی جسکا ایک باب الفارابی کا لفظی ترجمہ تھا راجر بیکن کی کتاب (۱۲۹۴) Opus Tertium میں ایک باب موسیقی پر ہے جس میں وہ اقلیدس Euclid اور بطلیموس Prolemy کے ساتھ ساتھ ابن سینا اور الفارابی کی آراء بھی پیش کرتا ہے انگیل برٹ (۱۳۳۱) نے اپنی کتاب De Musica میں ابن سینا کی آراء کو بہت وقعت دی ہے سپین کے عالم Raymond Lull نے جو کچھ موسیقی پر لکھا وہ عرب اساتذہ سے ماخوذ تھا عیسیٰ بن اسحٰق یہودی نے ابن سینا کی کتاب القانون سے موسیقی والے حصہ کو عبرانی میں منتقل کیا ایک اور یہودی عالم ابراہام بارحیہ (۱۱۳۶) نے ابو الصلت امیہ (۱۱۳۴) کی موسیقی پر کتاب کا عبرانی میں ترجمہ کیا پھر ایک اور یہودی عالم موسیٰ بن طبون Tibbon نے عربی کی موسیقی پر کتابوں کو عبرانی میں ڈھالا۔

کیمسٹری

یہ بات مسلمہ ہے کہ مسلمان کیمسٹری کے موجد تھے جابر ابن حیان کو کیمیا کا جد امجد مانا جاتا ہے قرون وسطی کا سب سے بڑا کیمیادان بلاشبہ ابو بکر زکریا الرزای تھا الرازی کی مشہور کتاب اس ضمن میں سر الاسرار ہے اسکا لاطینی میں ترجمہ Liber Secretorum Bubacaris ہوا۔ اس میں اس نے distillation, calcination, and crystallisation پر مبسوط بحث کی ہے۔ اس نے ۲۵ انسٹرومنٹس کا ذکر کیا ہے جو اس نے لیبارٹری میں استعمال کئے جیسے beakers, shears, tongs, pestels, mortars, alembies. اسکو سلفیورک ایسڈ کا موجد بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس نے کیمیکل اشیاء کو آرگینک اور ان۔ آرگینک حصوں میں تقسیم کیا اس نے بیان کیا کہ تمام اشیاء خلیوں سے بنتی ہیں جنکا مدار کیمیائی ردعمل پر منحصر ہوتا ہے۔ زکریا الرازدو صد کتابوں کا مصنف تھا جن میں سے بارہ علم کیمیا پر تھیں۔

جابر ابن حیان نے علم کیمیا پر ایک صد کے قریب کتب اور رسالے تصنیف کئے اسکی ترجمہ شدہ کتابوں میں Book of Balance & Book of Kingdom انگلش میں دستیاب ہیں۔ بقول پروفیسر حتی Hitti جابر کی کتب یورپ اور ایشیا کے علم کیمیا پر گہرا اثر ڈالا۔ the most influential treatise in both Europe and Asia. اس کی کتاب الکیمیا کا لاطینی ترجمہ انگریز عالم رابرٹ آف چسٹر Robert of Chester نے ۱۱۴۴ء میں کیا تھا اسکی کتاب السبعین کا ترجمہ جیرارڈ آف کریمونا نے ۱۱۸۷ء میں کیا۔

علم کیمیا میں بہت سی اصطلاحات عربی سے ماخوذ ہیں۔ جیسے الکحل۔ الکلی۔ انتی مونی۔ سوڈا۔ سوڈا کے معنی شروع شروع میں سر درد کے تھے لاطینی زبان میں بھی اسکا استعمال اول اسی معنوں میں ہوا بعد میں اس کے معنی سر درد کا علاج بن گئے۔

اسلامی سپین کا سب سے معروف کیمیادان ابو القاسم المجریطی تھا جس نے اس موضوع پر دو کتابیں لکھیں رتبات حکیم اور غیاب الحکیم مؤخرالذکر کا ترجمہ لاطینی میں Picatris کے عنوان سے ہوا۔ اور یہ کتاب یورپ میں قرون وسطی کے زمانہ مین کیمیا کے علم کے لئے ماخذ کتاب تھی۔

مسلمان سفر کرنا پسند کرتے تھے دنیا کے مختلف علاقوں اور ممالک سے جو ادویاء اور جڑی بوٹیاں نیز درخت کے کھال انہوں نے تلاش کئے وہ انہوں نے اپنی materia medica میں شامل کئے ان میں چند ایک یہ ہیں: Borax,

camphor, cloves, nutrneg, musk, tamarind and soda.

فزکس

قرون وسطی کے نامور طبیعات دانوں میں سے الکندی۔ الرازی۔ الہیثم اور البیرونی کے نام قابل ذکر ہیں الکندی نے دوصد کے قریب کتب تصنیف کیں جن میں سے ۳۹ علم ہیئت پر، ۲۴ طب پر، پانچ نفسیات پر۔ ۴۴ علم طبیعات پر تھیں اس نے ایسے پیچیدہ سوالات کا حل پیش کیا جیسے عناصر اربعہ کی ماہیئت کیا ہے؟ زمانہ کیا ہے؟ گرمیوں میں فضا خنک کیوں ہوتی ہے؟ اسکی چند ایک کتابوں کے نام یہ ہیں کتاب فی ماہیۃ الزمان۔ کتاب فی الکواکب۔ کتاب فی استخراج بعد مرکز القمر من الارض۔ کتاب معرفۃ العاد قلل الجبال (پہاڑوں کے بلندی معلوم کرنیکا طریقہ) وغیرہ الکدی نے جو رسالہ علم بصریات پر لکھا تھا اس سے راجر بیکن جیسا فاضل بہت متاثر تھا۔

الخازنی (م ۱۲۰۰ء) ایک یونانی عالم تھا جو مرو کے شہر میں رہتا تھا اس نے ایک کتاب کشش ثقل اور پانی کے وزن اور حجم Density of water پر لکھی راجر بیکن نے اس کتاب سے بہت استفادہ کیا اس نے اپنی کتاب میزان الحکمۃ میں table of densities دیئے ہیں۔

سپین کے سکالر ابن باجہ نے طبیعات میں جو نئی تھیوریز پیش کیں وہ ابن رشد کی کتابوں سے ہوتے ہوئے گیلی لیو جیسے سائینس دان تک پہنچیں یاد رہے کہ گیلی لیو اٹلی کے شہر پیڈوا Padua کا رہنے والا تھا جہاں قرون وسطی میں تراجم کا بہت کام ہوا۔ اس حقیقت کا ذکر یورپ کے ایک مصنف Burkhardi نے اپنی کتاب "مورش کلچر ان سپین" میں بھی کیا ہے۔ مثلاً ابن باجہ Avempace نے یہ تھیوری پیش کی کہ Speed of a moving body is equal to the moving force.

اسی طرح اس نے یہ تھیوری بھی پیش کی کہ وہ قوت جس کی وجہ سے سیب درخت سے نیچے زمین کی طرف گرتا ہے اس قوت یا فورس کی وجہ سے اجرام ساوی بھی حرکت کرتے ہیں Moorish Culture in Spain, page 166,) (1972

مسلمان طبیعات دانوں کا ابن الہیثم جیسے نامور آفاقی سائینس دان کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا ہے۔ ول ڈیورانٹ جیسے مغربی فاضل نے اپنی کتاب ایج آف فیتھ میں اسکی یادگار کتاب المناظر کو ماسٹر پیس آف آپٹکس کہا ہے۔ ابن الہیثم نے جو ریسرچ حدلی عدسول پر کی تھی اس پر تحقیق سے یوروپ میں مائیکروسکوپ اور ٹیلی اسکوپ ایجاد ہوئیں۔ راجر بیکن کی کتاب Opus Majus کا پانچواں حصہ Part-V فی الحقیقت ابن الہیثم کی کتاب کا چربہ ہے یہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ کتاب المناظر کے بغیر شاید راجر بیکن کے نام سے کوئی واقف بھی نہ ہوتا راجر اسکے سائینسی تجربات سے اس قدر متاثر تھا کہ ول ڈیورانٹ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا Without ibn Alhaisham Roger Bacon would have nerver been hared of.(Age of Faith).

ابن الہیثم کی ایک صد سے زیادہ کتب اور رسائل میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں تربیع المدائرہ۔ مسئلہ ہندسیہ۔ اصول الکواکب۔ کتاب المناظر۔ ہیئت العالم۔ الہالۃ قوس و قزح۔ صورت الکسوف۔ اختلاف منظر القمر۔ الشکوک علی بطلیموس۔ ضواء القمر۔ رویۃ الکواکب۔

(جاری)

ہماری کائنات۔آغاز وانجام

.... ڈاکٹر محمد سلطان ہاری پاری گام کشمیر ....

لوگ اکثر کہا کرتے ہیں کہ یہ دُنیا فانی ہے۔ سدا رہے گا صرف اللہ۔ اللہ تعالیٰ لافانی ہے اُس کا نہ کوئی آغاز ہے نہ ہی انجام۔ وہ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

یہ کائنات اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز ہے۔ اسکا آغاز اسی ذات باری تعالیٰ نے کیا اور اسی کا انجام بھی اسی کے دست قدرت میں ہے۔ سائنس کے مطابق کائنات کا وجود میں آنا محض ایک اتفاقی واقعہ ہے۔ جب کہ حقیقت میں اس کائنات کا ایک خالق و مالک ہے۔ وہی اس کا اور اس کی ہر شئے کا ماخذ و منبع ہے۔ ایک اعلیٰ مقصد کے لئے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے اس کی تخلیق کی۔ فرمایا:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○ (الدخان ۳۹)

یعنی آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ہم نے کھیلتے ہوئے نہیں پیدا کیا۔ دوسری جگہ فرمایا:

مَاخَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى... (الاحقاف ۲)

فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے بلاوجہ پیدا نہیں کیا اور نہ بغیر کوئی مدت مقرر کرنے کے پیدا کیا ہے۔

ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو ایک مقصد کے لئے اور ایک مقررہ مدت کے لئے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی تابعداری اور غلامی کی جائے۔ اس کی بلندی و برتری کا اظہار و احساس ہو اور اس کی عبادت و اطاعت بجا لائی جائے۔ یہ مقصد ہے دنیا کے وجود میں لائے جانے کا۔ ایک اور جگہ فرمایا:

نِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ (الفرقان ۶۰)

اس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو چھ عرصوں میں پیدا کیا ہے پھر وہ مضبوطی سے عرش پر قائم ہو گیا۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مراحل سے گذار کر دنیا کو یہ شکل دی۔ سائنس کا بھی ماننا ہے کہ مختلف مراحل سے گزر کر یہ دنیا رہنے کے قابل بن گئی۔ البتہ کہتا ہے کہ ایسا خود بخود ہوا۔ اسی طرح زندگی کی جو شکلیں زمین پر موجود ہیں وہ بھی مرحلہ وار موجودہ ہیئت اختیار کر گئیں۔ سائنسی اصطلاح میں اس کو ارتقاء (Evolution) کہتے ہیں۔ اسی طرح قرآن شریف ارتقاء کے اس فلسفے کی تائید کرتا ہے۔ البتہ اس کے خود بخود وقوع پذیر ہونے کو رد کرتا ہے۔ حقیقت میں اس سارے فعل کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ کارفرما ہے اور یہ بات سائنسدانوں کو آخر تسلیم کرنی ہوگی۔

ہماری یہ کائنات نہایت ہی وسیع اور لامحدود ہے اور اسکا

احاطہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں جیسا کہ موجودہ دور کا انسان جتن کر رہا ہے۔ ہم کائنات کے جس حصے میں رہتے ہیں اور روز مرہ جس سورج چاند اور دیگر ستاروں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ کائنات کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ ہمارا نظام شمسی ستاروں کے جس عظیم مجموعے یعنی کہکشاں (Glalaxy) میں آتا ہے اس کو (Milky Way) کہتے ہیں۔ اس Galaxy کو آپ زمین کے برابر تصور کریں تو ہمارا نظام شمسی اس میں ایک چھوٹے سے کنکر کے برابر ہوگا اور پھر زمین جس پر ہم رہتے ہیں یہ نظام شمسی کی ایک چھوٹی سی اکائی ہے۔ پھر یہ بھی اپنے ذہن میں لائیں کہ زمین اور سورج کے درمیان ۱۵ کروڑ کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ اسطرح کی ہزاروں لاکھوں Galaxies اس کائنات میں موجود ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں جیسا کہ بعد میں واضح ہوگا کہ پھر بھی یہ کائنات مسلسل تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے۔ اب اندازہ کریں یہ کائنات کتنی وسیع ہوگی۔ اگر اس کا وجود میں آنا محض ایک اتفاقی واقعہ ہے تو انسان اس کا احاطہ کر کے دیکھ لے۔ حقیقت میں یہ کائنات لامحدود اور لامتناہی ہے بالکل اپنے خالق یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدود کی طرح۔ ایسے ہی اس کے فضلوں اور کرموں کا کوئی حساب نہیں۔

افلاک سے نازل ہوئی باران الٰہی
دریائے کرم کی کوئی حد ہے نہ کنارا

ایک تاروں بھری رات آسمان میں کہیں دور نظر دوڑائیں اور اس کاری گر کی حسین کاریگری کو دیکھیں۔ کائنات کے ذرے ذرے میں اس کا وجود نظر آئے گا۔ جب ہم چھوٹے سے تھے تو کسی کے مرنے پر بزرگ لوگ کہا کرتے تھے کہ مرنے والا دور جا کر آسمان کا تارا بن گیا۔ سچ مچ میں وہ نیک لوگ ہوا کرتے تھے۔ یہاں مجھے کئی سال پہلے دیکھی ہوئی اپنی ایک خواب یاد آرہی ہے جس کا ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ "خواب میں میں نے دیکھا کہ میں نے اُوپر آسمان کی طرف نظر کی تو مجھے دو چیزیں نظر آئیں جیسے ساری کائنات میں اور کچھ نہیں ہے۔ ایک بڑی سبز رنگ کی نہایت ہی خوبصورت مخملی چٹان اور اس پر رکھا ہوا ایک چھوٹا سا چراغ جس کی روشنی میں چٹان صاف دکھائی دے رہی ہے۔ خواب میں ہی مجھے کسی نے کہا کہ یہ چٹان اللہ تعالیٰ ہے اور یہ چراغ آنحضرت ﷺ ہیں"۔ حقیقت میں آنحضرت ﷺ وہ چمکتا ہوا سورج ہے جس نے ہمیں اللہ سے روشناس کرایا۔ اس دنیا میں ایک انسان کو ایک ستارے کی مانند ہونا چاہئے تاکہ اس کے اردگرد کا ماحول اخلاقی اور روحانی اعتبار سے ہمیشہ روشن رہے۔ ایسے ہی روشن ستارے یعنی نیک لوگ۔ اس دنیا کے قائم رہنے کی ضمانت ہیں۔ جس دن ہماری اس زمین پر ایسے ستاروں کا چمکنا بند ہوگا تو سمجھیں آسمان کا ستارے بھی بجھ جائیں گے یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں ایک Black Hole بن جائے گی اور ساری کائنات کو کھا جائے گی۔ تو ہم کہاں سے کہاں آگئے بات ہو رہی تھی کائنات کے آغاز اور پھر انجام کی۔ کائنات کے آغاز کے متعلق سائنسدانوں میں جو نظریہ مقبول عام ہے اس کو Big bang کہتے ہیں۔ اس نظریے کے مطابق کروڑہا سال پہلے یہ ساری کائنات ایک نقطے، ایک مرکز پر جمع ایک گیند کی مانند تھا۔ ایک زوردار دھماکے کے ساتھ یہ پھٹ گیا اور اس میں رکھا ہوا سارا مادہ وسعت پانے لگا۔ اسطرح یہ کائنات وجود میں آگئی جو اب تک وسعت پذیر ہے یعنی پھیلتی جا رہی ہے۔ یہ بظاہر ناقابل یقین نظریہ بیسویں صدی میں پیش کیا گیا۔ لیکن اصل میں ایسا نظریہ قرآن کریم نے چودہ سو سال پہلے سے ہی پیش کیا ہوا ہے۔

فرمایا:

اَوَلَمْ یَرَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا... (الانبیاء ۳۱)

کیا کفار نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں بند تھے پس ہم نے ان کو کھول دیا۔

اللہ تعالیٰ یہاں کفار کو یعنی یقین نہ کرنے والوں سے مخاطب ہے۔ پس کائنات کے آغاز کا ایسا نظریہ خود اللہ تعالیٰ کا ہے اس لئے اس پر یقین نہ کرنا حکمت و دانائی نہیں۔ کائنات کے وسعت پذیر ہونے سے متعلق مندرجہ ذیل آیات پر ذرا غور کریں۔

وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍوَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ۔

(الذاریات ۴۸)

اور آسمانوں کو بھی ہم نے اپنی قدرت سے بنایا ہے اور ہم بڑی وسیع طاقت رکھتے ہیں (یعنی آسمانوں کو وسیع کرتے جا رہے ہیں)

وَالْاَرْض۔ فَرَشْنٰھَا فَنِعْمَ الْمٰھِدُوْنَ۔ (الذاریات ۴۹)

اور زمین کو ہم نے ایک بچھونے کی طرح بنایا ہے اور ہم بہت اچھا بچھونا بنانے والے ہیں (یعنی زمین کو بچھائے جا رہے ہیں)

صاف ظاہر ہے کہ کائنات ایک بند سی چیز تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھول کر وسعت دی اور اس کو پھیلاتا جا رہا ہے یہی باتیں سائنسدان اب کر رہے ہیں۔

قرآن کریم اور سائنس دانوں سے ثابت ہے کہ کائنات کا خاتمہ لازمی ہے۔ اب دیکھیں سائنسدان کیا کہتے ہیں۔ ایک نظریئے کے مطابق کائنات کی ہر شئے یعنی ہر ستارے کی عمر آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گی بالکل اسی طرح جسطرح موم بتی جل کر آہستہ آہستہ بجھ جاتی ہے۔ کہتے ہیں ہمارے سورج نے اپنی آدھی عمر ختم کر دی ہے اور اب آدھی باقی ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے یہ بھی کہہ دوں کہ کرہ ارض کے متعلق اب تک ہم جانتے تھے کہ یہ مستقل ہے لیکن حال ہی میں چند سائنسدانوں نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ کُرہ ارض مستقل نہیں ہے بلکہ آہستہ آہستہ اس میں کمی واقعہ ہو رہی ہے۔ بہر حال کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ کائنات کا پھیلاؤ آخر کار رک جائے گا اور Galaxies ایک دوسرے کی طرف تیزی سے کھینچی جائیں گی اور ساری کائنات ایک نقطہ پر پھر واپس آکر ختم ہو جائے گی۔ اس نظریئے کو Big Crunch کہتے ہیں۔ جس طرح ہوا کا ایک طوفانی گرداب (بگولا) اور سمندر میں ایک بڑا سا گرداب تیزی کے ساتھ گھوم کر ہر شئے کو اپنی لپیٹ میں لیتا ہے ویسے ہی کائنات کی تمام چیزیں ایک بڑے طوفانی بگولہ میں آکر ختم ہو جائیں گی۔ دوسرے معنوں میں ایک Black Hole کی نظر ہو جائیں گی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ ط کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ ط وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ۔ (الانبیاء ۱۰۸)

جس دن ہم آسمان کو اسطرح لپیٹ دیں گے جس طرح بہیاں تحریر کو لپیٹ لیتی ہیں۔ جس طرح ہم نے تمہاری پیدائش کو پہلی دفعہ شروع کیا تھا۔ اسی طرح پھر اس کو دوہرائیں گے۔ یہ ہم نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے۔ ہم ایسا ہی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسطرح پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔ کائنات کا آغاز اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور اپنی طاقت سے کیا اور اس کا انجام بھی اسی کے دست قدرت میں ہے۔

فرمایا:

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ ط (الزمر ۶۸)

اور زمین سب کی سب اس کی مملوکہ ہے اور آسمان (اور زمین دونوں) قیامت کے دن اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے۔

یہ دنیا تو اپنے خالق و مالک کی ملکیت ہے۔ جن ہاتھوں نے اس کی تخلیق کی ان ہی ہاتھوں میں آخر واپس لپیٹ دی جائے گی۔ یوں یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے قائم ہے۔ بہتر ہے کہ انسان اپنی حیثیت کو پہچانے اور صدق دل سے کہا کرے کہ ۔

"دنیا کے مالک یہ دنیا ارے تیری ہے میری نہیں ہے۔"

بہر حال جوں جوں نئی سائنسی تحقیق سامنے آئے گی۔ قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت ہوتی جائے گی۔ کون جانے کہ قرآن کریم میں کیا کیا راز چھپے ہیں۔ جو باتیں ہم نے سمجھیں وہ سمندر کے ایک قطرے کے برابر ہیں اور جو باتیں ابھی سیکھنی باقی ہیں وہ سارا سمندر پڑا ہوا ہے۔

اعلان

تمام قائدین مجالس سے گذارش ہے کہ ماہانہ کارگزاری رپورٹ بروقت بھجوایا کریں۔ کیونکہ مجالس سے آمدہ رپورٹس کی روشنی میں حضور انور کی خدمت میں رپورٹ بھجوائی جاتی ہے۔ اسلئے قائدین مجالس بالخصوص اس کی پابندی کریں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

منظوری قائدین مجالس

قسط: دوم

عرصہ زیر اشاعت میں دفتر خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے درج ذیل مجالس کے قائدین کی منظوری بھجوادی گئی ہے۔ متعلقہ مجالس مطلع رہیں۔

(معتمد خدام الاحمدیہ بھارت)

مکرم روشن احمد خان صاحب	راؤرکیلہ (اڑیسہ)
مکرم ایم کبیر صاحب	پالگھاٹ (کیرالہ)
مکرم گلزار احمد راتھر صاحب	شورت (کشمیر)
مکرم اعجاز احمد ڈار صاحب	ناصر آباد (کشمیر)
مکرم ہمایوں عقیل صاحب	بھونیشور (اڑیسہ)
مکرم سید سہیل احمد طاہر صاحب	سونگھڑاہ (اڑیسہ)
مکرم شفیع الرحمٰن صاحب	کیرنگ (اڑیسہ)
مکرم منظور احمد صاحب	محمود آباد (کیرنگ اڑیسہ)
مکرم عاشق خان صاحب	نرگاؤں (اڑیسہ)
مکرم سراج احمد صاحب	وڈمان (چنتہ کنٹہ)
مکرم محمد مدار صاحب	پالاکرتی (آندھرا پردیش)
مکرم شمیم احمد صاحب	کوٹارکرہ (کیرالہ)
مکرم امان اللہ نیہ	متھورہ پور (W.B)
مکرم سریر احمد راتھر صاحب	بالسو (کشمیر)

قائدین علاقائی

مکرم محمد ابراہیم تیرگر	قائد علاقائی شمالی کرناٹک

(جاری)

حج بیت اللہ

محمد مقصود منیب

عظمی: لگتا ہے آج کی کہانی کوئی گہری تحقیقی کہانی ہوگی۔

کیونکہ آج کی کہانی کیلئے ایک تو آپی نے منیب بھیا کو خط لکھا تھا اور کچھ نوٹس بھی تیار کئے ہوئے ہیں۔

ثمرہ: ہاں بھئی! آپی فوزیہ کا ہم پر بڑا احسان ہے یاد رہے پچھلے سال انہوں نے کہانیوں کی صورت میں کتنی اہم اور اچھی اچھی معلومات باتوں باتوں میں سکھادی تھیں۔

شعیب: ثمرہ تمہیں یاد ہے کہ آپی نی پچھلے سال کی کہانیوں میں ایک جگہ کہا تھا کہ ایک بات میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی کیونکہ بات تفصیلی ہے۔ (یاد کرتے ہوئے) وہ بات بھلا کیا تھی؟

منصور: اوہو! بھئی آج بہت تھک گیا ہوں ذرا ایک کپ چائے عنایت ہو جائے تو... کیا کہنے۔ (عظمی کے ہاتھ میں چائے کا کپ دیکھ کر وہ باغ باغ ہو جاتا ہے)

سہیل: : منصور آج ضرور ٹھہرنا! آج کی کہانی لگتا ہے کچھ بہت ہی اہم ہے جو آپی اس قدر سنجیدہ ہو رہی ہیں (فوزی آپی کو کمرے میں آتے دیکھ کر سہیل نے کہا)

فوزی آپی: سعیدہ! بھئی آجاؤ کیونکہ آج کی کہانی صدیوں پرانی لیکن بالکل تازہ ہے۔ (فوزی آپی نے آواز دی)

احمد: واہ بھئی واہ آپی نی تو ایسی بات کہی ہے کہ طبیعت میں ایک تجسس آگیا ہے۔ صدیوں پرانی ہے لیکن بالکل تازہ بھی ہے۔

طاہر: ویسے ہماری آپی ہیں بہت اچھی اور ان کو طریقہ بھی آتا ہے کہ کیسے کسی کو پڑھایا جائے۔

فوزی آپی: (دروازے کی گھنٹی سنتے ہوئے) دیکھنا ذرا سہیل! میں نے باجی طیبہ، عمیر، حارث اور آمنہ کی بھی بلوایا تھا۔ وہ آئے ہوں گے۔ (اور پھر فوزی آپی کی بڑی بہن طیبہ کوثر اپنے تینوں بچوں کے ساتھ کمرے میں آکر ایک پلنگ پر براجمان ہو گئیں اور کہانی شروع ہوئی)

آج میں اپنا ایک وعدہ پورا کرنے جا رہی ہوں جو میں نے اپنی ہجری شمسی کیلنڈر والی کہانیوں میں سے ایک کہانی کے دوران کیا تھا۔ کوئی بتائے گا کہ یہ مہینہ کونسا ہے؟

عمیر: خالہ! یہ تو اپریل کا مہینہ ہے۔ (کچھ حیران ہوتے ہوئے)

فوزی آپی: شاباش! اب یہ کون بتائے گا کہ یہ اسلامی مہینہ کونسا جا رہا ہے؟۔ (کئی بچوں نے ہاتھ کھڑے کئے) ہاں تو عظمی تم بتاؤ۔

عظمی: آپی یہ مہینہ بہت مبارک ہے اور ذوالحجہ کا مہینہ ہے۔

فوزی آپی: بات یہ ہے کہ مہینے سب ہی مبارک ہوتے ہیں لیکن بعض مہینے خاص طور پر بہت مبارک ہیں۔ جن میں رمضان، شوال، اور ذولحجہ آتے ہیں۔ رمضان میں روزے رکھے جاتے ہیں، شوال کی پہلی تاریخ کو مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ

عیدالفطر کی خوشی دکھاتا ہے اور ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بڑی عید یا عیدالاضحیٰ کا تحفہ دیتا ہے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور یہ بتانے کیلئے کہ ہم اللہ کی راہ میں قربانی کیلئے ہر وقت اسی طرح تیار ہیں جس طرح یہ جانور اپنی گردنیں چھری کے نیچے رکھ رہے ہیں۔ تو اس مہینہ میں ایک تو حج ہے اور دوسرا عیدالاضحیٰ۔

آج کی ہماری کہانی حج کے بارے میں ہی ہے اور پچھلے سال کی کہانیوں میں ایک جگہ لفظ "میقات" آیا تھا۔ اب اس کی تفصیل بتا کر اپنا وہ وعدہ بھی پورا کروں گی۔ آج کی کہانی کیلئے میں نے اپنی معلومات کی تصدیق کیلئے بھائی جان منیب سے مدد لی ہے ان کو خط لکھا تھا تو انہوں نے یہ معلومات بھجوائی ہیں جو میں نے ایک ترتیب سے لگائی ہیں۔ اب تم سب ہمہ تن گوش ہو جاؤ۔

حج عربی زبان کا لفظ ہے۔ عربی لغت میں حج کے لفظی معنی ہیں قصد کرنا یعنی کسی جگہ پر ارادے سے جانا اسلامی شریعت میں مکہ مکرمہ جا کر بیت اللہ، عرفات، مزدلفہ اور منیٰ وغیرہ کا قصد کرنے، طواف کرنے اور دیگر مناسک حج ادا کرنے اور مقررہ آداب اور اعمال بجالانے کو حج بیت اللہ کہتے ہیں۔

حج ارکان اسلام میں سے آخری اور ایک اہم رکن ہے۔ بیت اللہ یعنی اللہ کے گھر (خانہ کعبہ) کو اللہ تعالیٰ نے حج کیلئے جمع ہونے کی جگہ قرار دیا اور یہی اللہ تعالیٰ کا اس روئے زمین پر پہلا گھر ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۹۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ :

"سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے (فائدہ کیلئے) بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ تمام جہانوں کیلئے برکت والا (مقام) اور (موجب) ہدایت ہے۔"

اس گھر کی بنیادیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اٹھائیں اور بہت سی دعائیں مانگیں۔ جن میں اس شہر یعنی مکہ کے رہنے والوں کے لئے امن کی دعا، پھلوں اور تازہ بتازہ خوراک کے حصول کی دعا شامل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو لوگوں کیلئے مرکز اور امن کی جگہ بنا دیا۔

اب منصور بتائے گا کہ حج کن لوگوں پر فرض ہے ؟

منصور : (کچھ سوچتے ہوئے) قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر عاقل بالغ اور صاحب استطاعت پر حج فرض ہے اور ان سب باتوں کے ساتھ راستے کا امن ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر تمام ذرائع موجود ہوں اور راستے کا امن نہ ہو تو حج فرض نہیں رہتا۔

فوزی آپی :.جی سعدیہ آپ بھی کچھ کہنا چاہ رہی ہیں ؟

سعدیہ آپی : میں یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ صاحب استطاعت سے مراد یہ ہے کہ حج کیلئے جانے والے کے پاس نہ صرف اپنے اخراجات ہوں بلکہ وہ گھر میں اپنی غیر موجودگی میں زیر کفالت لوگوں کے خرچ کا بھی بندوبست کر کے جا سکتا ہو۔

فوزی آپی :بالکل درست ہے۔

شعیب :آپی ایک بات پوچھوں ؟

فوزی آپی :ہاں پوچھو!

شعیب :آپی ایک آدمی پر حج کتنی دفعہ فرض ہے ؟

فوزی آپی :بھئی !بہت اچھا سوال کیا ہے شعیب نے !حج انسان پر ایک بار تو فرض ہے ہی لیکن اگر وہ استطاعت رکھے اور تمام شرائط حج پوری کر سکتا ہو تو جتنی دفعہ چاہے حج کرے۔

عمیر : خالہ جان ایک آدمی اگر سفر نہیں کر سکتا لیکن وہ استطاعت رکھتا ہے تو پھر وہ حج کیسے کرے ؟

فوزی آپی : ایسے حج کو حج بدل کہتے ہیں۔ یعنی وہ کسی بھی

شخص کو اپنے پاس سے روپیہ دے کر حج کروادے۔ اب ہمیں منصور حج کے ایام کے بارے میں کچھ بتائے گا۔

منصور :حج کے ایام تو چھ ہیں۔ یعنی آٹھ ذوالحجہ سے لیکر تیرہ ذوالحجہ تک لیکن یکم شوال سے آٹھ ذوالحجہ تک حج کیلئے احرام باندھا جا سکتا ہے۔ چونکہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اسلامی سال کے آخری تین مہینے اشھر الحج کہلاتے ہیں۔ ان میں حج کی تیاری، اخلاق کی درستگی اور حج کے دوسرے احکام مثلاً احرام وغیرہ عملی ارکان کا آغاز ہوتا ہے۔

فوزی آپی :اب میں آپ کو "میقات" کے بارے میں بتاتی ہوں۔

ساری دنیا سے مکہ مکرمہ کی طرف آنے والے عازمین حج کیلئے آنحضرت ﷺ نے کچھ ایسے مقامات مخصوص فرمادیئے ہیں کہ حج کی نیت سے مکہ جانے والے کیلئے حکم ہے کہ ان مقامات سے احرام باندھے بغیر نہ گذرے۔ ان مقامات کو میقات کہتے ہیں۔ جس کی جمع مواقیت ہے یہ مواقیت پانچ ہیں :

۱-یلملم : سعودی عرب کے علاقہ تہامہ کی ایک پہاڑی ہے اور پاکستانیوں، ہندوستانیوں اور یمن سے آنے والے حاجیوں کا میقات یہی ہے۔ لیکن جو عازمین پہلے مدینہ منورہ جانا چاہتے ہوں وہ جدہ اتر کر بغیر احرام باندھے مدینہ جائیں اور وہاں سے واپسی پر مدینہ کیلئے مقررہ میقات سے احرام باندھیں۔

۲-جحفہ : مکہ اور مدینہ کے درمیان بستی ہے اور موجودہ بستی رابغ کے نزدیک واقع جگہ پر موجود تھی۔ مکہ کے شمال میں قریباً 140 میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ مصر، شام، طرابلس اور یوروپ وغیرہ کیلئے میقات ہے۔

۳-ذات عرق : یہ عراق والوں کا میقات ہے۔ مکہ سے قریباً تیس میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی گاؤں ہے جو عراق اور خشکی کے راستے مشرقی علاقوں کی طرف سے آنے والوں کا میقات ہے۔

۴-قرن المنازل : عرفات کی طرف واقع پہاڑ ہے نجد والوں کا میقات ہے۔

۵-ذوالحلیفہ : مدینہ سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے جس کو آج کل بئر علی کہا جاتا ہے۔ یعنی علی کا کنواں۔

جو لوگ ان مواقیت کے اندر رہتے ہیں وہ اپنے گھر سے احرام باندھیں گے۔

طاہرہ :آپی یہ احرام کیا ہوتا ہے ؟

فوزی آپی : اسی بارے میں بتانے لگی تھی کہ احرام ایک سادہ اور مختصر لباس ہے یعنی ان سلی، سفید رنگ کی دو چادروں کو احرام کہتے ہیں ایک تہبند کے طور پر اور دوسری جسم کے اوپر کے حصہ پر ڈالی جاتی ہے۔ سلا ہوا کپڑا، بند جوتے، موزے، جرابیں، ٹوپی، عمامہ، پگڑی وغیرہ بالکل منع ہیں۔ یہ مردوں کا لباس ہے اور عورتیں سادہ لباس میں حج کرتی ہیں۔ حج کے تین بنیادی ارکان ہیں۔

پہلا رکن ہے احرام باندھنا یعنی حج کی نیت عملی طور پر کرنا۔ دوسرا وقوف عرفہ یعنی ۹ ذوالحجہ کو میدان عرفات میں ٹھہرنا اور تیسرا طواف زیارت جسے طواف افاضہ بھی کہتے ہیں یعنی دس ذوالحجہ یا اس کے بعد کی تاریخوں میں کیا جانے والا طواف اور احرام باندھنے کے بعد مرد ہو یا عورت دو رکعت نفل پڑھے اور حج کی نیت کرتے ہوئے تلبیہ پڑھے کہ :

لبیك اللھم لبیك

لَبَّيْكَ لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ

اِنَّ الْحَمْدَ وَالنعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ

لَكَ لا شَرِيْكَ لَكَ

یعنی میں حاضر ہوں اے میرے رب تیرے حضور میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ حمد و ثناء کا تو ہی مالک ہے تمام ملک تیرا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

جب مکہ میں داخل ہوتے ہیں تو سامان رکھ کر وضو یا غسل کر کے سیدھا مسجد حرام میں جاتے ہیں اور تکبیر اور تلبیہ کہتے ہوئے حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر اسے بوسہ دیتے ہیں اور اگر بوسہ نہ دے سکیں تو اپنے ہاتھ سے چھوتے ہیں اگر چھو بھی نہ سکیں تو اشارہ کر کے بوسہ لیتے ہیں۔ حجر اسود کو بوسہ دینا استلام کہلاتا ہے۔ اس کے بعد حجر اسود کی دائیں جانب دروازہ کی طرف رخ کر کے بیت اللہ کے سات چکر لگائے جاتے ہیں اسے طواف کہتے ہیں۔ ہر چکر میں جب بھی حجر اسود تک پہنچتے ہیں تو استلام کرتے ہیں۔ سات چکر لگانے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس آکر دو رکعت نفل پڑھتے ہیں، اس طواف کو طواف القدوم کہتے ہیں۔

اس طواف کے بعد صفا پر آتے ہیں اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ تکبیر اور تلبیہ دہراتے ہیں اور یہاں سے مروہ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں اور وہاں پہنچ کر اسی طرح دعائیں مانگتے ہیں یہ ایک چکر ہوگا۔ اس کے بعد صفا کی طرف واپس جائیں تو یہ دوسرا چکر ہوگا۔ اسی طرح صفا اور مروہ کے سات چکر لگاتے ہیں اور آخری چکر مروہ پر ختم ہوتا ہے۔ ان سات چکروں کو سعی کہتے ہیں۔ سعی کرنے کے بعد نہ قیامگاہ میں آرام کرنے پر پابندی ہے اور نہ بازار جانے اور آنے پر۔ بعد ازاں آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ کے مقام پر جاتے ہیں اور ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں وہیں ادا کرتے ہیں۔ نویں ذوالحجہ کو فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہوتے ہیں اور ظہر سے مغرب تک وہیں رہتے ہیں۔ اسے وقوف عرفات کہتے ہیں۔ ظہر اور عصر کی نمازیں یہیں جمع کر کے پڑھتے ہیں۔ یہ یاد رکھیں کہ میدان عرفات میں وقوف، حج کا ایک اہم ترین حصہ ہے اگر کسی وجہ سے یہ رہ جائے تو حج نہیں ہوگا۔

بھئی اب ذرا ٹھیک ٹھاک ہو کر بیٹھ جاؤ بس کہانی ختم ہی ہونے والی ہے۔ امید ہے تم غور سے سن رہے ہوگے۔

تو جناب مزدلفہ میں فجر کی نماز ذرا جلدی ادا کر کے مشعر الحرام کے قریب جا کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ روشنی ہونے پر مزدلفہ سے واپس منیٰ میں آجاتے ہیں لیکن اس راستہ میں ستر کنکریاں اٹھا کر منیٰ پہنچتے ہیں۔ سب سے پہلے عقبہ نامی ٹیلے کو اللہ اکبر کہتے ہوئے سات کنکریاں مارتے ہیں۔ اسے جمرۃ العقبہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد اگر تو قربانی کرنا مقصود ہو تو مذبح خانہ میں جا کر قربانی ذبح کرتے ہیں ورنہ بال کٹوا کر یا منڈوا کر احرام کھول دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ سب اشیاء جائز ہو جاتی ہیں جو احرام کی وجہ سے ممنوع تھیں۔ اس طواف سے فارغ ہو کر واپس منیٰ میں تین دن قیام کرتے ہیں۔ اور علی الترتیب جمرۃ الاولیٰ، جمرۃ الوسطیٰ اور جمرۃ العقبہ کو گیارہ ذوالحجہ کو زوال کے بعد سات سات کنکر مارتے ہیں۔ اس کے بعد واپس اپنے ملک کو لوٹا جا سکتا ہے۔

اُمید ہے حج کے بارے میں آج کی معلوماتی کہانی آپ لوگوں کے لئے مفید اور دلچسپ رہی ہوگی۔

(شکریہ تشحیذ الاذھان)

نماز کو قائم کریں اور اپنے دوستوں اور حلقہ احباب کو نماز قائم کرنے کی تلقین کرتے رہیں۔ (شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

اطاعت اور فرمانبرداری کے نتیجہ میں

دربان نواب بن گیا!

"روس کا ایک قصہ ہے کہ کونٹ ٹالسٹائے ایک بڑا امیر تھا اور اسکے مورث اعلیٰ کا نام ٹالسٹائے تھا اور وہ روس کے شہنشاہ کے ہاں دربان تھا۔ ایک دفعہ شہنشاہ نے اسے کہا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں میرے کمرے میں کسی کو نہ آنے دو اور نہ کسی کے اندر آنے کی اجازت مانگو۔ وہ پہرہ دے رہا تھا کہ شاہی خاندان کا ایک شہزادہ آیا اور اس نے اندر جانا چاہا۔ ٹالسٹائے نے اس کو روک دیا۔ شہزادے نے کہا کہ تم جانتے ہو میں کون ہوں۔ اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ آپ شاہی خاندان میں سے ہیں۔ اس نے کہا پھر مجھے کیوں روکتے ہو۔ اس زمانہ میں روس کے قواعد کے ماتحت شہزادہ کے لئے اجازت کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ جب چاہیں شہنشاہ کے ہاں جا سکتے تھے۔ ٹالسٹائے نے کہا کہ میں آپ کو شہنشاہ کے حکم کے ماتحت روکتا ہوں۔ اس نے سنکر برا منایا کہ یہ عام آدمیوں میں سے ہو کر مجھے جو شاہی خاندان سے ہوں کیوں روکتا ہے۔ روس میں شہزادے عوام سے بہت امتیاز رکھتے تھے۔ جب ٹالسٹائے نے اس کو روکا تو اس نے کوڑا مار کر کہا کہ ہٹ جاؤ وہ ہٹ گیا۔ لیکن جب وہ شہزادہ اندر جانے لگا تو اس نے آگے بڑھ کر کہا کہ میں آپ کو اندر نہیں جانے دوں گا۔ شہزادے نے کہا میں نے تمہیں کہا تھا کہ ہٹ جاؤ۔ اس نے کہا کے میں ہٹ گیا تھا۔ لیکن چونکہ آپ اندر جانے لگے ہیں اور اندر جانے سے بادشاہ نے روکا ہوا ہے۔ اس لئے میں آپ کو اندر نہیں جانے دیتا۔ شہزادے کو اس پر اور زیادہ طیش آیا اور اس نے ٹالسٹائے کو خوب مارا۔ وہ سر جھکائے کھڑا مار کھاتا رہا۔ جس پر شہزادے نے خیال کیا کہ اب یہ درست ہو گیا ہوگا۔ لیکن جب اس نے پھر اندر جانا چاہا تو ٹالسٹائے نے پھر روک دیا اس پر شہزادے کو بہت ہی غصہ آیا۔ پھر وہ مارنے لگا۔ بادشاہ نے ابتدء میں ہی شور سن لیا تھا اور جو کچھ ہو رہا تھا اسے کسی پوشیدہ مقام سے دیکھ رہا تھا اس موقع پر اس نے آواز دی۔ کون ہے ؟ اور یہ کیا ہو رہا ہے ؟ شہزادے نے غصہ میں کہا کہ میں اندر آنا چاہتا ہوں لیکن یہ غلام مجھے روکتا ہے اور اندر نہیں آنے دیتا۔ اس لئے میں اسے مارتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ ٹالسٹائے ادھر آؤ۔ جب وہ گیا تو کہا تم جانتے ہو یہ کون ہے ؟ اس نے کہا حضور میں جانتا ہوں۔ یہ شاہی خاندان کا ممبر ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ شاہی خاندان کے ممبروں کو اندر آنے کی اجازت ہے۔ جواب دیا ہاں۔ پوچھا۔ پھر کیوں تم نے اسے اندر آنے سے روکا۔ اس نے کہا اس لئے کہ وہ بادشاہ جس نے ان کو اندر آنے کی اجازت دی ہوئی ہے اسی نے مجھے اب حکم دیا تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دوں۔ بادشاہ نے شہزادے کو کہا کہ تمہیں اس نے کہا تھا کہ میں بادشاہ کے حکم سے روکتا ہوں۔ اس نے کہا ہاں۔ بادشاہ نے کہا۔ پھر تم کیوں نہ رکے اس نے کہا مجھے ہر وقت اندر آنے کی اجازت ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ بیشک تمہیں عام حالتوں میں اندر آنے کی اجازت ہے۔ لیکن اب جب میں نے خاص طور پر روکا تھا تو پھر تم کیوں نہ رکے۔ اس کے بعد بادشاہ نے ٹالسٹائے کو کہا۔ ٹالسٹائے اس

باقی صفحہ : 12

اخبار مجالس

میلاپالیم

مجلس خدام الاحمدیہ میلاپالیم نے رمضان کے مبارک ایام میں حضور انور کے درس القرآن کا تامل ترجمہ سنانے کا بہترین انتظام کیا۔ یہ ترجمہ محترم مولوی مزمل احمد صاحب کرتے رہے ساتھ ہی ہر جمعہ کو حضور انور کے خطبہ کا تامل میں رواں ترجمہ کرتے رہے۔ حضور انور کے خطبہ جمعہ کو سرکلر کی شکل میں ہر جماعت میں بھیجنے کا باقاعدہ خدام الاحمدیہ کی طرف سے انتظام ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ میلاپالیم تبلیغی و تعلیمی و تربیتی کاموں میں بہت نمایاں کام کر رہی ہے۔ رمضان المبارک کے دنوں میں غرباء کی مالی امداد بھی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مساعی کو قبول کرے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کرنے کی توفیق عطا کرے آمین۔

بنگلور

مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور نے امسال پولیو ڈراپ کا کیمپ لگایا شہر کے جانے مانے اشخاص کو قرآن شریف اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ دیا۔

دہلی

مجلس خدام الاحمدیہ دہلی نے عالمی بک فیئر میں جماعت احمدیہ کا بک اسٹال لگایا۔ جہاں ہزاروں کی تعداد میں تمام دنیا کی بک کمپنیاں شریک ہوئیں۔ محترم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب، محترم مولوی عزیز احمد صاحب، مکرم داؤد احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ دہلی، مکرم فیض احمد صاحب بعض اور خدام بھی کافی محنت سے بک سٹال میں ڈیوٹی دیتے رہے۔

سکندرآباد

قائد صاحب علاقائی آندھرا محترم سلیم احمد صاحب نائب قائد علاقائی محترم سلطان الہ الدین صاحب نے ضلع گوداوری اور وارنگل کا تعلیمی وتربیتی دورہ کیا۔ نئی مجالس کا قیام کیا گیا۔

مکرم بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا پردیس کا خاص تعاون شامل ہے۔ موصوف ان لوگوں کو اپنے ساتھ نئی جماعتوں میں لے کر جاتے ہیں۔ انکی ہدایات پر محترم قائد صاحب علاقائی مع خدام بہترین مساعی سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محترم امیر صاحب صوبائی کے مخلصانہ تعاون پر انہیں عظیم اجر عطا کرے۔ آمین!

حیدرآباد

23 جنوری بروز اتوار جوبلی ہال میں مثالی وقار عمل کیا گیا۔ محترم مولوی سید طفیل احمد صاحب شہباز اور محترم تنویر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے تمام خدام کے ساتھ دن بھر جوبلی ہال کی صفائی وغیرہ کاموں کی نگرانی کرتے رہے۔ تمام خدام نے بہت خلوص کے ساتھ اس کام میں حصہ

لیا۔

آخر میں محترم ڈاکٹر سعید انصاری صاحب امیر جماعت حیدرآباد نے تمام خدام کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ان سب کے لئے خوردنوش کا معقول انتظام کیا۔

اسی طرح ایک غریب بچی کی شادی میں خدام نے مالی تعاون دیا اور شادی کے تمام کاموں میں ہر طرح کا تعاون دیا۔

(رپورٹ مرتبہ: مکرم سید طارق مجید صاحب انسپکٹر خدام الاحمدیہ بھارت)

قادیان

ماہ جنوری میں ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا جسمیں خدام کو اطاعت و فرمانبرداری کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی۔ دو وقار عمل کئے گئے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مقامی مجلس کے خدام نے خدمت خلق کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہوئے دیگر جماعتی ڈیوٹیوں کو ادا کرنے کے ساتھ مجلس کی طرف سے لگائی گئی ڈیوٹیوں کو بھی بخیر و خوبی سرانجام دیا۔ علاوہ ازیں عیدالفطر کے موقعہ پر بھی خدام نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ۹ خدام نے خون کا عطیہ دیا۔

اندورہ

وقف عارضی کی تحریک کے تحت بعض خدام کلاس لے رہے ہیں۔ جس میں کثیر تعداد میں خدام شریک ہوئے ہیں مختلف مساجد میں تربیتی کلاسز کا اہتمام ہے۔ جن میں 200 خدام و اطفال اور 30 غیر از جماعت احباب استفادہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح ان پڑھ انصار خدام و اطفال کی تعلیم کی طرف بھی خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔

کوڈیاتھور کیرالہ

مکرم ایم. مرکار صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کوڈیاتھور تحریر کرتے ہیں:

مورخہ 26/12/99 کو مسجد احمد کوڈیاتھور میں مکرم ایم. اے محمد صاحب صدر صاحب جماعت کوڈیاتھور کی زیر صدارت جلسہ یوم والدین منعقد ہوا۔ جس میں مکرم ایچ. شمس الدین صاحب مبلغ سلسلہ نے تربیت اولاد کے موضوع پر مفصل تقریر کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پر مشتمل کارنر بورڈز کی تنصیب کی گئی ہے اور تربیتی نقطہ نگاہ سے نماز با ترجمہ ہفتہ وار مسجد میں آویزاں کیا جاتا رہا۔ اسی طرح اہم مرکزی ہدایات، چندہ جات کی ادائیگی وغیرہ کے متعلق اہم اعلانات کرائے گئے۔

تبلیغی کوچنگ کلاس: مختلف تبلیغی مسائل پر کوچنگ کلاس کا اہتمام کیا گیا اسمیں مکرم شمس الدین صاحب، مکرم آئی. عبدالرحمٰن صاحب، مکرم ایم. احمد کٹی صاحب نے حصہ لیا۔

مجلس اطفال الاحمدیہ رشی نگر

مکرم عاشق حسین واعظ ناظم اطفال رشی نگر تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 1/11/99 کو مسجد احمدیہ رشی نگر میں ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مختلف تعلیمی و تربیتی عناوین پر تقاریر ہوئیں۔ قبل ازیں 27 جون 99 کو سیرت آنحضرت ﷺ پر بھی ایک بڑے جلسہ کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں حضور پاک ﷺ کی سیرت

کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر ہوئی تھیں۔اللہ تعالیٰ بہتر نتائج برآمد فرمائے۔

رشی نگر کشمیر میں مثالی وقارِ عمل

مکرم گلزار احمد صاحب گنائی قائد مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر (کشمیر) تحریر فرماتے ہیں کہ دوران ماہ رشی نگر کے دارالتبلیغ میں ایک شاندار وقار عمل کا انعقاد کیا گیا جس میں کثیر تعداد میں خدام شریک ہوئے۔ اور جماعت کے صدر و عہدیداران بھی خدام کی حوصلہ افزائی کے لئے شریک ہوئے۔

ٹینس چیمپین

کلکتہ Ordnance Club میں منعقدہ رنگلی رنگلیوٹ جونئر ٹینس ٹونامینٹ میں 12 سال سے کم عمر کے بچوں کے مقابلہ میں عزیز فرید عالم، رکن مجلس اطفال الاحمدیہ کلکتہ نے Champion کا خطاب جیت کر شیلڈ حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ (محمد نعیم ناصر انسپکٹر خدام الاحمدیہ بھارت)

مجلس انصار اللہ کیرالہ کا چوتھا صوبائی اجتماع

بفضلہٖ تعالیٰ مجلس انصار اللہ کیرالہ کا دوروزہ صوبائی اجتماع 13-12 فروری 2000 بروز ہفتہ اتوار کوڈالی میں بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ جسمیں محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت بنفس نفیس شریک ہوئے۔

اسی طرح محترم مولوی جلال الدین صاحب نیر ناظر بیت المال آمد و محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید بھی شریک اجتماع ہوئے اس میں 40 مجالس کے 480 انصار نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر مجلس انصار اللہ کا ترجمان Sathya Mitram اور سورۃ بقرہ کی آیات کی تفسیر پر مشتمل مکرم ٹی۔ ایم۔ کویا صاحب کی تصنیف کردہ کتابچہ Sathya-Thinte-Patha (سچائی کا راستہ) کے رسم اجراء بھی عمل میں لائے گئے۔ صوبائی امیر، صوبائی انتظامیہ کے اراکین اور مبلغین و معلمین کرام بھی شریک اجتماع ہوئے۔ اور مختلف تعلیمی و تربیتی موضوع پر تقاریر ہوئیں۔ اس موقعہ پر مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ دوررس نتائج برآمد فرمائے۔ (آمین)

(تلخیص از رپورٹ مکرم ایچ. شمس الدین صاحب مبلغ سلسلہ)

قادیان میں جلسہ مصلح موعود کا کامیاب انعقاد

20 فروری لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ناظم دارالقضاء کی صدارت میں جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ عنہ منعقد ہوا جس میں تلاوت اور نظم کے بعد مکرم محمد اکرم صاحب گجراتی نے پیش گوئی مصلح موعود کا مکمل متن پیش کیا اور اسکے پس منظر سے احباب کو آگاہ کیا۔ بعدہ مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر ناظر نشرواشاعت نے پیش گوئی مصلح موعود کی عظمت اور برکات کے عنوان سے تقریر کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر زین الدین حامد ایڈیٹر مشکوٰۃ نے بعنوان مصلح موعود کے عظیم الشان کارہائے نمایاں کی۔ بعدہ محترم صدر اجلاس نے صدارتی خطاب فرمایا اور اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

محترم صدر اجلاس نے خاص طور پر حضرت المصلح الموعود کی سیرت و سوانح سے اچھی طرح واقفیت حاصل کرنے اور اس عظیم نشان رحمت سے کماحقہ فائدہ اٹھانے کی طرف سامعین کو توجہ دلائی۔

جلس رسول اللہ ﷺ علی المنبرو جلسنا حوله، فقال "ان مما اخاف علیکم من بعدی ما یفتح علیکم من زهرة الدنیا وزینتها" (متفق علیہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ ممبر پر بیٹھ گئے اور ہم سب آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا "میں اپنے بعد تمہارے متعلق جس چیز سے خائف ہوں وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی زیب وزینت کے دروازے کھول دئے جائیں۔ اس میں مسلمانوں کو حاصل ہونے والی عظیم الشان مادی ترقی کی پیشگوئی پائی جاتی ہے اور ساتھ ہی اس ترقی کے نتیجہ میں رونما ہونے والے خطرات سے بھی آگاہ فرمایا۔

٢۔ وعن المستوردبن شداد رضی الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ "ماالدنیا فی الآخرة الا مثل ما یجعل احدکم اصبعه نی الیم فلینظر بم یرجع؟" (مسلم)

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں رکھے اور پھر دیکھے کہ انگلی کس چیز کے ساتھ واپس آئی ہے۔ آخرت کے مقابل پر دنیا کی حیثیت صرف اسقدر ہے کہ عظیم سمندروں کے مقابل پر اک قطرہ۔

٣۔ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: انظرو الی من هوا اسفل منکم ولا تنظرو الی من هو فوقکم فهو اجدر الا تزدروا نعمة الله علیکم۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم ان لوگوں کی طرف نظر کرو جو ظاہری سازوسامان کے لحاظ سے، مادی ذرائع ووسائل کے لحاظ سے تم سے ادنیٰ ہیں۔ اور تم ان لوگوں کی طرف مت دیکھو جوان امور میں تم سے اعلیٰ ہیں۔ اور یہ اسلئے ہے کہ تم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری نہ کرو۔

آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث معارف کا خزانہ اپنے اندر رکھتی ہے آج کے اس ترقیافتہ دور میں مادی ذرائع اور سھولیات کے حصول کے لئے جو بے چینی پائی جاتی ہے اسکا مداوا اس حدیث میں موجود ہے حضور کی یہ نصیحت انسانی نفسیات کے گہرے مطالعہ کا ماحصل ہے۔

٤۔ وعن ابن عمر رضی الله عنه قال: اخذ رسول الله ﷺ بمنکبی، فقال کن فی الدنیا کانك غریب اور عابر سبیل۔ و کان ابن عمر یقول: اذا امسیت فلا تنتظر الصباح واذا اصبحت فلا تنتظر المساء وخذ من صحتك لمرضك ومن حیاتك لموتك۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں حضور ﷺ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: تو دنیا میں غریب الوطن یا ایک مسافر کی طرح بن جا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنھما فرمایا کرتے تھے کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تو صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کہ حالت صحت میں مرض کے لئے توشہ جمع کر اور اس زندگی سے آنے والی زندگی کے لئے توشہ جمع کر۔

انسانی زندگی میں مختلف مراحل آتے ہیں۔ کبھی اسے آسودگی نصیب ہوتی ہے اور کبھی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اسلئے انسان کو اپنے اچھے دنوں میں زیادہ سے زیادہ عبادات اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہئے۔ تاکہ برے وقتوں میں خدا تعالیٰ خود اسکا حامی و ناصر رہے۔ ورنہ صرف مصائب کے نزول کے وقت خدا توسب کو یاد آیا ہی کرتا ہے۔

۵۔ وعن ابی العباس سهل بن سعد الساعدی، رضی الله عنه قال جاء رجل الی النبیؐ صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله دلنی علی عمل اذا عملته احبنی الله۔واحبنی الناس فقال ازهدفی الدنیا یحبك الله وازهد فیما عندالناس یحبك الناس (ابن ماجه)

حضرت ابو العباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا کام بتائیں جسکے کرنے سے اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں فرمایا: دنیا سے زہد اختیار کر اللہ تعالیٰ آپ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہیں ان سے بے رغبتی اختیار کر لوگ بھی تیرے ساتھ محبت کرنے لگ جائیں گے۔

اس حدیث میں معاشرہ میں پائی جانے والی ایک اہم برائی کی نشاندہی کی گئی ہے۔ بعض لوگ اپنے لا علمی کی وجہ سے لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں۔ اپنی حاجت روائی چاہتے ہیں۔ اس عادت سے لوگ تنگ آتے ہیں۔ نفرت کرنے لگتے ہیں۔

قارئین کرام: آج دنیا کے پردہ پر ایسے انسانوں کی کثرت ہے جو اپنی زندگی کے اصل مقصد کو بھول چکے ہیں اور اسی دنیا کی رنگ رلیوں میں مکمل طور پر کھو چکے ہیں اور زندگی کے اعلیٰ مقاصد سے دور جا پڑے ہیں اور اسکے نتیجہ میں طرح طرح کی روحانی اور جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہو کر دلی سکون سے کلیۃً محروم ہو چکے ہیں۔ امریکہ جیسے عظیم مادی طاقت کے بارے میں حالیہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 20% انسان ذہنی مریض ہیں۔ دیگر دنیا کا بھی یہی حال ہے۔ آج سطح الارض پر جو بھی بے چینی، معاشی اور معاشرتی برائیاں پھیلی ہوئی ہیں وہ سب خدا سے دوری کا ہی نتیجہ ہیں۔ اسلئے آج بنی نوع انسان کی نجات صرف اس بات پر منحصر ہے اسے سچے خدا کا پتہ بتایا جائے اور آج یہ فریضہ جماعت احمدیہ کے سپرد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اے دوستو! پیارو عقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زاد راہ لے لو کچھ کام میں گزارو
دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
جی مت لگاؤ اس سے دل کو چھڑاؤ اس سے
یارو یہ اژدھا ہے جان کو بچاؤ اس سے
رغبت ہٹاؤ اس سے بس دور جاؤ اس سے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

نیز فرماتے ہیں:

اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو... وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے... جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا... دنیا ہزار بلاؤں کی جگہ ہے سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ بلائیں تم سے دور رکھے۔ (کشتی نوح 13-12)

(زین الدین حامد)

احمدیت کا مستقبل

ہر الٰہی سلسلہ دنیا میں ایک بیج کے طور پر قائم کیا جاتا ہے اس لئے اس کی ابتدا بہت چھوٹی ہوتی ہے مگر آہستہ آہستہ وہ ترقی کر کے ایک بہت بھاری درخت بن جاتا ہے۔ پس یہی ازلی قانون احمدیت کے لئے بھی مقدر ہے بلکہ احمدیت کے متعلق تو خاص طور پر یہ ذکر آتا ہے کہ اس کی ابتداء بہت ہی کمزوری کی حالت میں ہوگی اور ابتدائی مرحلوں میں اس کا بڑھاؤ بھی بہت آہستہ آہستہ ہوگا مگر باوجود اس کے اس کا قدم ایسے رنگ میں اٹھائے گا کہ باریک نظر سے دیکھنے والے اسکی اٹھان میں اسکے انتہا کی جھلک پالینگے چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب آخری زمانہ میں حضرت مسیح ناصری کا مثیل آئیگا تو اس سلسلہ کی ابتداء اس کمزور کونپل کی طرح ہوگی جو زمین سے ایسی حالت میں نکلتی ہے کہ اس کا دیکھنا تک مشکل ہوتا ہے مگر اس کے بعد یہ سلسلہ آہستہ آہستہ بڑھتا جائیگا۔ اور یہ نازک کونپل پہلے ایک کمزور سا پودا بنے گی اور پھر درجہ بدرجہ درخت کی صورت اختیار کر کے بڑھتی جائیگی اور بالآخر ایک نہایت عظیم الشان درخت بن جائیگی۔ نیز فرماتا ہے کہ اس کونپل کی اٹھان ایسی ہوگی کہ جہاں ایک طرف اس بیج کے بونے والے اسے دیکھ کر خوش ہونگے وہاں اسے مٹانیوالے اس کی بڑھوتی کو دیکھ کر غصہ سے بھرتے جائیں گے۔ پس سلسلہ احمدیہ کی ترقی ایک پودہ کی طرح بہت آہستہ آہستہ مقدر ہے مگر یہ ترقی ایسے رنگ میں ہونے والی ہے کہ دوست و دشمن اس کی اٹھان میں اس کے مستقبل کی کسی قدر جھلک دیکھ سکینگے۔ چنانچہ ہمارے ناظرین دیکھ سکتے ہیں کہ اس وقت تک جو سلسلہ احمدیہ پر پچاس سال (یہ مضمون 1939 میں لکھا گیا تھا) گذر رہے ہیں خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ساتھ بعینہٖ یہی سلوک فرمایا ہے اور بالکل قرآنی نقشے کے مطابق جماعت کا قدم اٹھ رہا ہے۔

مگر اس جگہ ہم اپنے ناظرین کو کسی حد تک وہ نقشہ بھی دکھا دینا چاہتے ہیں جو جماعت کی آئندہ ترقی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات و کشوف میں بیان فرمایا ہے۔ یہ نقشہ طبعاً بہت مجمل اور مختصر پیمانہ پر ہے مگر اس سے ایک عقلمند آدمی سلسلہ کی آئندہ ترقی اور اس ترقی کی نوعیت کا کسی قدر اندازہ لگا سکتا ہے۔ سو سب سے پہلے تو ہم حضرت مسیح موعود کا وہ الہام درج کرنا چاہتے ہیں جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے سلسلہ کی ترقی کے مختلف مراحل بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ ابھی حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی ابتداء ہی تھی کہ خدا نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ فَبَرَّأَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا۔ وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَاللّٰہُ مُوْھِنُ کَیْدَ الْکَافِرِیْنَ۔ بَعْدَ الْعُسْرِ یُسْرٌ۔ وَلِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً

لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًا۔ قَوْلُ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ تَمْتَرُوْنَ۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ :۵۱۶ مصنفہ ۸۴، ۱۸۸۳ء)

”یعنی کیا خدا اپنے اس بندے کی نصرت کے لئے کافی نہیں جسے اس نے دنیا میں اصلاح کے لئے مبعوث کیا ہے خدا اسے ان الزاموں سے بری کریگا جو لوگ اس پر لگائینگے اور دنیا خواہ کچھ کہے وہ خدا کے دربار میں عزت والا ہے۔ ہاں ہم دوبارہ کہتے ہیں کہ کیا خدا اپنے اس بندے کی نصرت کے لئے کافی نہیں۔ جب لوگ اس بندے کے رستے میں مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر دینگے تو خدا ان پہاڑوں کو پاش پاش کر کے اڑا دیگا۔ اور خدا ان خفیہ سازشوں کو بھی ملیامیٹ کر دیگا جو اس کے منکر اس کے خلاف کرینگے اور ان مشکلات کے زمانہ کے بعد آسانی کا زمانہ آئیگا اور حکومت تو آگے اور پیچھے سب خدا ہی کی ہے کسی وقت مخفی اور کسی وقت ظاہر۔ ہم تیسری دفعہ کہتے ہیں کہ کیا خدا اپنے اس بندے کی نصرت کے لئے کافی نہیں۔ ہاں وہی خدا جو اب اپنے اس بندے کو دنیا کے لئے ایک نشان بنانیوالا ہے اور اسے اپنی رحمت کا علمبردار بنا کر اس کے ذریعہ دنیا میں امن قائم کرنیوالا ہے۔ یہ خدا کی تقدیر ہے جو بہر حال ہو کر رہیگی۔ پس لوگو سن لو اور یاد رکھو کہ یہی وہ بات ہے جس میں تم اس وقت شک میں پڑے ہوئے ہو۔“

ان الہامات میں خدا نے نہایت لطیف رنگ میں نہ صرف جماعت کے آئندہ حالات کا ایک فوٹو کھینچ دیا ہے۔ بلکہ سارے درمیانی مراحل بیان کر کے اس آخری نقشہ کی جھلک بھی دکھا دی ہے جو سب سے آخر میں ظاہر ہونے والا ہے۔ پھر فرماتا ہے :

یَا عِیْسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔

”یعنی اے خدا کے مسیح دنیا کے لوگ تیرے مٹانے کے لئے طرح طرح کی چالیں چلیں گے۔ لیکن ہم خود تیری حفاظت کرینگے۔ اور تیرا انجام ہمارے ہاتھوں میں ہوگا۔ اور خدا تجھے عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھائیگا اور تجھے ان تمام الزاموں سے بری کریگا جو تیرے منکر تجھ پر لگائینگے اور خدا تیرے ماننے والوں کو قیامت کے دن تک تیرے انکار کرنیوالوں پر غالب رکھیگا۔“

اس الہام میں بھی جماعت کے لئے عظیم الشان ترقیات کا وعدہ دیا گیا ہے جس کا دامن قیامت تک وسیع ہے اور خدا نے اس بات کی خوشخبری دی ہے کہ جماعت احمدیہ دنیا کے آخری دنوں تک حضرت مسیح موعودؑ کے منکروں پر غالب چلی جائیگی اور یہ غلبہ ہر رنگ کا ہوگا یعنی کسی زمانہ میں کسی رنگ کا اور کسی زمانہ میں دوسرے رنگ کا۔ لیکن بہر حال اب قیامت کے دن تک اس غلبہ میں کوئی بات رخنہ انداز نہیں ہو سکتی۔ پھر خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ سے فرماتا ہے :

”میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے ... اور پھر عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور چھ سات سے کم نہ تھے ... یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہونگے اور ان کے بیعت میں داخل ہونے سے گویا سلطنت بھی اسی قوم کی ہوگی۔“

پھر آنیوالے انقلابات کی ایک جھلک دکھاتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

"میں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آگیا ہے۔ وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے اور اس سونٹے میں پوشیدہ نالیاں ہیں۔ گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے۔"

اور پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بو علی سینا کے وقت میں تھا جو اپنے عدل کے واسطے مشہور ہے اس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ اور اس بادشاہ اور بو علی سینا کو بھی میں نے اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھتا ہوں اور میں نے اس تیر کمان سے ایک شیر کو ہلاک کر دیا ہے۔"

ان کشوف اور خوابوں کا مطلب ظاہر ہے مگر چونکہ ہر نئی عمارت پرانی عمارت کی ویرانی کے بعد کھڑی کی جاتی ہے۔ اس لئے دنیا کی آئندہ تباہی کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

"وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے... کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہر گز نہیں... اے یوروپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے کہ وہ وقت دور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔"

اور پھر علیحدہ علیحدہ قوموں کے متعلق الگ الگ ذکر کرتے ہوئے ہندوؤں کے فرقہ آریہ کے متعلق فرماتے ہیں :

"جس مذہب میں روحانیت نہیں... وہ مذہب مردہ ہے۔ اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔"

اور عام ہندوؤں کے متعلق فرماتے ہیں :

"مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔"

اور عیسائیوں کے متعلق فرماتے ہیں :

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا... ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے... اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی... اور پھر اولاد کی اولاد مریگی اور وہ بھی مریم

کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ ابھی آسمان سے نہ اترا۔ تب سب دانش مند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے۔ کیا مسلمان اور کیا عیسائی۔ سخت نا امید اور بد ظن ہو کر اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔"

اور عام مغربی اقوام کے متعلق فرماتے ہیں:

"میں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحر زخار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کو جا رہا ہے۔ اور پھر دیکھتے دیکھتے سمت بدل کر مشرق سے مغرب کو الٹا بہنے لگا ہے۔"

اس نہایت لطیف رؤیا میں حضرت مسیح موعودؑ کو یہ نظارہ دکھایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں مغربی اقوام نے جو غیر معمولی اثر اپنے ظاہری علم اور دولت اور طاقت اور سیاست وغیرہ کی وجہ سے مشرقی اقوام پر قائم کر رکھا ہے یہ اثر قریب کے زمانہ میں احمدیت کے ذریعہ زائل ہو جائے گا اور جب مغرب کا یہ طلسم ٹوٹے گا تو پھر اسی طرح مشرق سے مغرب کی طرف دریا بہنے لگے گا۔ جس طرح کہ اب مغرب سے مشرق کی طرف بہہ رہا ہے۔

اور پھر غیر احمدی مسلمانوں کے متعلق فرماتے ہیں:

"مقدر یوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائیں گے یا نابود ہوتے جائیں گے جیسا کہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہو گئے کہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے۔"

پھر فرماتے ہیں:

"دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

اور بالآخر اپنی جماعت کی مجموعی ترقی کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشیگا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر اک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی... دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھیگا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اسکو روک سکے۔" (ماخوذ سلسلہ احمدیہ)

من الظلمات الی النور

اس عنوان کے تحت قبول احمدیت کی دلچسپ اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل مضامین مقامی صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔ ساتھ اپنی تعارفی فوٹو بھی۔ (ایڈیٹر)

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. R.N. 38951/82

Monthly **MISHKAT**

Ph. : (91) 1872-70139
(R) 70616
Fax : 70105

Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat Qadian

Editor:- *Zainuddin Hamid*

Manager : *Qari Nawab Ahmad*
Printer & Publisher : *Munir Ahmad Hafizabadi*

Vol. No. 19 March 2000 No. 3

شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

(تحریر فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اول : بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔

دوم : یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم : یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خداتعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

چہارم : یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم : یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلاء میں خداتعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضاء ہو گا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔

ششم : یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم : یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم : یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم : یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

دہم : یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں نہ پائی جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ر جنوری)